ثنائے محمد ﷺ

نعتیں

ایاز صدیقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایاز صدیقی میرا عزیز ترین بھائی ہی نہیں ایک مُخلص دوست اور ایک معتبر مشیر بھی ہے میری اور ایاز کی عمروں میں دس بارہ سال کا فاصلہ ہے اِس اعتبار سے کہہ لیجئے کہ میرا شاعری کا سفر اِس سے زیادہ طویل ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ فنّی سفر میں یہ مجھ سے دس بارہ کوس آگے کا مُسافر ہے ۔ مَیں سمجھتا ہوں عمروں کا تفاوت ایک فنکار کے راستے کی رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ مجھے اعتراف ہے کہ شعر کہنے، شعر کو سمجھنے اور شعر کو پرکھنے کا شعور مجھ سے کہیں زیادہ ہے۔ اسے بھائی کی طرف داری یا ستائشِ باہمی پر محمول نہ کیا جائے۔ مَیں تو اَب تک جب کوئی غزل کہہ لیتا ہوں اِسے دکھا لیتا ہوں۔ اَب یہ دیکھ لیجئے مرزا غالبؔ مرحوم و مغفور کی غزلوں کی زمینوں پر نعتیں کہنا کوئی معمولی کام ہے؟۔ معلوم ہوتا ہے ایاز کو اپنی خداداد صلاحیتوں کا مکمل عرفان بھی ہے اور اُن پر اعتماد کامل بھی سچ تو یہ ہے کہ "ثنائے محمدؐ" کے مُصنّف نے مرزا مرحوم کی رُوح کو شرمندہ نہیں ہونے دیا۔ مَیں سمجھتا ہوں جہاں ایاز میدانِ غزل کا شہسوار ہے وہاں نعت کے بحرِ بیکنار کا شناور بھی ہے۔

مجھے یقین ہے "ثنائے محمدؐ" کے قارئین میری اِس رائے سے اتفاق فرمائیں گے۔

حزیں صدیقی

ثنائے محمد ﷺ

نعتیں

ایاز صدیقی

جُملہ حقوق محفوظ

کتاب ـــــــ ثنائے محمدؐ

مصنّف ـــــــ ایاز صدیقی

اشاعت اوّل ـــــــ ۱۹۹۳ء

اشاعتِ ثانی ـــــــ ۲۰۰۰ء

مطبع ـــــــ رُوحانی آرٹ پریس

مطبع ـــــــ قریشی آرٹ پریس

خُوشنویس ـــــــ رحمت علی انصاری

ہدیہ ـــــــ ۱۰۰ رُوپے

پتہ ـــــــ ایاز صدیقی ۔ ۲۰۲۔بی گُلگشت مُلتان

فون ۵۲۲۰۲۹۰

ثنائے

محمدؐ

حرفِ آغاز ـــــــ ایاز صدّیقی ۱۰

نعتِ ایاز کا جائزہ ـــــــ حضرت عاصی کرنالی ۱۱

۱۔ معجزہ ہے آیۂ والنجم کی تفسیر کا ۲۱

۲۔ دل روضۂ رسولؐ پہ محوِ سجود تھا ۲۲

۳۔ دل کو آئینہ دیکھا ذہن کو رسا پایا ۲۳

۴۔ مُنہ سے جب نامِ شہنشاہِ رسولاں نکلا ۲۴

۵۔ آنکھیں لہو لہو تھیں نہ دل درد درد تھا ۲۵

۶۔ رُخِ ابرِ کرم عنواں ہے میرے بابِ ہجراں کا ۲۶

۷۔ ہر گوشہ آسماں ہے زمینِ حجاز کا ۲۷

۸۔ آپؐ آئے ذہن و دل میں آگہی کا در کھُلا ۲۸

۹۔ اللہ اللہ کیا سفر کیا رُوح پرور خواب تھا ۲۹

۱۰۔ حشر تک شافعِ محشر کا ثنا خواں ہونا ۳۰

۱۱- میرے ہاتھوں میں بیاضِ نعت کا شیرازہ تھا	۳۱
۱۲- ملا ہے جب سے پروانہ محمدؐ کی گدائی کا	۳۲
۱۳- مجھ پہ جب لطفِ شہِؐ کون و مکاں ہو جائے گا	۳۳
۱۴- ہر نبی شاہدِ خدا نہ ہوا	۳۴
۱۵- ابھی تو خواب ہی دیکھا ہے شہرِ طیبہ کا	۳۵
۱۶- جس جگہ بے بال و پر جبریل سا شہپر ہوا	۳۶
۱۷- مَیں نے مدحت کا ارادہ جو سرِ دل باندھا	۳۷
۱۸- کاش اوّل ہی سے مَیں اُنؐ کا ثناخواں ہوتا	۳۸
۱۹- اگر سارا زمانہ حاملِ عشقِ محمدؐ ہوتا	۳۹
۲۰- قصّۂ شقِّ قمر یاد آیا	۴۰
۲۱- مصروفِ حمدِ باری و مدحِ حضوؐر تھا	۴۱
۲۲- گردِرہِ مدینہ کے قابل نہیں رہا	۴۲
۲۳- جُز غمِ ہجرِ نبیؐ ہر غم سے ہوں ناآشنا	۴۳
۲۴- جادۂ مدینہ ہے اور کارواں اپنا	۴۴
۲۵- آپؐ کے نام سے موسوم ہے دیواں میرا	۴۵
۲۶- اللہ رے فیضِ عام شہِؐ خوش نگاہ کا	۴۶
۲۷- دل کی دھڑکن کا ہم آہنگِ دُعا ہو جانا	۴۷
۲۸- متاعِ سخن، نقدِ مدحت سلامت	۴۸
۲۹- حریمِ نُور کے آئینہ گر دَر و دیوار	۴۹
۳۰- محوِ کرم ہے چشمِ پیمبرؐ کہے بغیر	۵۰
۳۱- آیا ہوں آج آپؐ کا دربار دیکھ کر	۵۱

۳۲۔اشکوں کی زباں اور ہے لفظوں کا بیاں اور ۵۲
۳۳۔ کبھی تو ہوں گے مرے رہنما راہِ حجاز ۵۳
۳۴۔ شاہد کبریا ہیں چارہ ساز ۵۴
۳۵۔آپ کی یاد تھی بس آپ کے بیمار کے پاس ۵۵
۳۶۔ دل سلامت رہے رحمت کی نظر ہونے تک ۵۶
۳۷۔ عشقِ رسول ایاز! ”خدا سے سوا“ نہ مانگ ۵۷
۳۸۔ مصروفِ رنگ و بُو ہے سپاہِ ہوائے گل ۵۸
۳۹۔ تیرا کہنا مان لیں گے اے دلِ دیوانہ ہم ۵۹
۴۰۔ پہلے زبانِ شوق سے حمدِ خدا کروں ۶۰
۴۱۔ روح طیبہ کی فضا میں ہے مرے تن میں نہیں ۶۱
۴۲۔ درِ آقا پہ شب و روز کی زنجیر نہیں ۶۲
۴۳۔ یُوں تو ہر اک پھُول میں تھا رنگِ رُخسارِ چمن ۶۳
۴۴۔ جہاں اُن کے نقشِ قدم دیکھتے ہیں ۶۴
۴۵۔گردش میں ہے فلک نہ زمیں پیچ و تاب میں ۶۵
۴۶۔شاعر بنا ہُوں مدحتِ خیر البشر کو میں ۶۶
۴۷۔اب زمانے سے کوئی شکوۂ بیداد نہیں ۶۷
۴۸۔ ہم جو تمہیدِ ثنا باندھتے ہیں ۶۸
۴۹۔ شکوہ گزارِ چرخِ ستمگر نہیں ہُوں میں ۶۹
۵۰۔ آپ آئے، تفرقیں سر در گریباں ہو گئیں ۷۰
۵۱۔ خُداوندا کچھ ایسا منظر شہر تمنا ہو ۷۱
۵۲۔ آئینہ کر دیا مرے آقا نے خشت کو ۷۲

۵۳۔ دولتِ خاکِ مدینہ کی قسم ہے ہم کو ۷۳
۵۴۔ مدینہ میری منزل ہے تو فکرِ کارواں کیوں ہو ۷۴
۵۵۔ ذکرِ نبیؐ سے محفل و محفل ہے آئینہ ۷۵
۵۶۔ ہر دم لبوں پہ نعت و مناجات چاہیے ۷۶
۵۷۔ مَیں اور اُنؐ کی مدح، مری کیا مجال ہے ۷۷
۵۸۔ میری آنکھوں میں جمالِ اُسوۂ سرکار ہے ۷۸
۵۹۔ وہ مُنہ سے بُری بات نکلنے نہیں دیتے ۷۹
۶۰۔ جو کچھ مِلا حضورؐ کے دَر سے مِلا مجھے ۸۰
۶۱۔ آقاؐ کی بارگاہ میں دل باریاب ہے ۸۱
۶۲۔ کیمیا کر دیا مدحت کی کٹھالی نے مجھے ۸۲
۶۳۔ مکتبِ جاں میں کہ شہرِ علم کی محفل میں ہے ۸۳
۶۴۔ منزل کی جستجو میں جدھر بھی نظر گئی ۸۴
۶۵۔ راہِ طلب میں اُنؐ کا وسیلہ اگر مِلے ۸۵
۶۶۔ جب نسیمِ سحر نہیں آتی ۸۶
۶۷۔ مدحت کے باب میں جو قصیدے رقم ہُوئے ۸۷
۶۸۔ جب کوئی شخص گرفتارِ بلا ہوتا ہے ۸۸
۶۹۔ جب نعتِ نبیؐ صورتِ اظہار میں آوے ۸۹
۷۰۔ ہے ابھی دُور درِ خواجۂ کیہاں مجھ سے ۹۰
۷۱۔ یہ آگہی مرے ایمان کی علامت ہے ۹۱
۷۲۔ حدیثِ بعثتِ سردارِ انبیاء کہتے ۹۲
۷۳۔ مظلوم اُنؐ کے سائے میں بے باک ہو گئے ۹۳

۷۴۔ دُنیا کے غم کو عشرتِ عُقبےٰ کرے کوئی ۹۴
۷۵۔ مدحِ نُورِ خدا کرے کوئی ۹۵
۷۶۔ زمانہ فکر کرے کیف کیا ہے کم کیا ہے ۹۶
۷۷۔ کلیاں وہاں کھلیں گی دلِ داغدار کی ۹۷
۷۸۔ یہ حسرت ہے کہ اُنؐ کے روضۂ اقدس پہ دم نکلے ۹۸
۷۹۔ خلدِ نظر ہے گُنبدِ خضرا کہیں جسے ۹۹
۸۰۔ مَیں مُہر بہ لب ہُوں مرا دل نعت سرا ہے ۱۰۰
۸۱۔ تسبیح پڑھ رہا ہُوں صفاتِ حضُورؐ کی ۱۰۱
۸۲۔ مدّاحِ محمدؐ ہوں یہ اکرام بہت ہے ۱۰۲
۸۳۔ زُلالِ اشکِ رواں ہے دلِ تپاں کے لئے ۱۰۳
۸۴۔ مُسافر ہُوں، مرا رختِ سفر ایمانِ کامل ہے ۱۰۴
۸۵۔ یادِ معراجِ مُصطفےٰؐ آئی ۱۰۵
۸۶۔ ہر نفس گنبدِ خضرا کا خیال اچھا ہے ۱۰۶
۸۷۔ ثناخوانِ مُحمدؐ ہُوں، مرا اعزاز عالی ہے ۱۰۷
۸۸۔ وہی حُجاج خوش قسمت وہی حج کا مہینہ ہے ۱۰۸
۸۹۔ سائے میں آکے شاہدِ پروردگار کے ۱۰۹
۹۰۔ رہنمائے دین و دُنیا چاہیئے ۱۱۰
۹۱۔ مری زبان پہ نعتِ رسولِؐ اکرم ہے ۱۱۱
۹۲۔ تابِ گویائی بقدرِ حُسنِ معنےٰ دے مجھے۔ ۱۱۲

آپ کے نام سے موسُوم ہے دیواں میرا
اللہ اللہ یہ شرف خواجۂ گیہاں میرا

ایاز

انتساب

مرحوم والدین

کے نام

جن کی دعائیں

آج بھی ہم پر

سایہ فگن ہیں

ایاز

حرفِ آغاز

الحمدُ لِلّٰہ ۔ نعتوں کا مجموعہ "ثنائے محمدؐ" پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہُوں۔ اس مجموعے میں کُل بانوے نعتیں ہیں جو محمدؐ کے پاک نام کے اعداد کے مطابق ہیں۔ یہ تمام نعتیں حضرت غالبؔ کی زمین ہائے غزل میں کہنے کی جسارت کی ہے۔ اِس مُشکل رہگزار میں جہاں اُستادِ مکرم برادرِ بزرگ حضرت حزیںؔ صدیقی نے قدم قدم پر میری رہنمائی فرمائی وہاں حضرت عاصیؔ کی دستگیری بھی میرے لئے مشعلِ راہ رہی۔ ان دونوں حضرات کا شکریہ ادا کرنے کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں۔ خُداوند کریم ان کا سایہ عاطفت ہمیشہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین ثم آمین

ایاز صدیقی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نعتِ ایاز کا جائزہ

ایاز صدیقی جناب حزیں صدیقی کے چھوٹے بھائی ہیں۔ جناب حزیں ایک نہایت معروف، ممتاز اور نامور شاعر ہیں اور ادبی حلقوں میں اعتبار و احترام کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ اپنے معاصرین اور نئی نسل کی نظروں میں وہ یکساں محترم و معتقد رہیں اور اکتسابِ فیض کا ایک مستحکم مرکز ہیں۔ جناب حزیں کا شعری مجموعہ "قفسِ رنگ" قارئین و ناقدینِ ادب کے نزدیک ایک اعلیٰ پایے کی فکری تخلیق ہے اور غزل میں ایک معنوی اضافہ ہے۔ ایاز صدیقی کی صلاحیت و استعداد نے اسی شجرِ سایہ دار کی چھاؤں میں نشو و نما اور بالیدگی کے مراحل طے کئے۔ ویسے تو ہر سلیم الطبع اور راست فکر شاعر تلمیذ الرحمٰن ہے لیکن ایاز صدیقی نے ظاہراً اور معناً اپنے لائق و فائق اور شفیق و رفیق بھائی کے سایۂ التفات میں فکری تربیت پائی اور ہر دلعزیز ہوئے۔ وہ خود اس کا اعتراف کرتے ہیں اور اپنی خوش طالعی پر نازاں ہیں۔

للہ الحمد حزیں ہیں مرے استاد ایاز
ہائے وہ شخص کہ جس کا کوئی استاد نہیں

ایاز صدیقی کا پہلا نعتیہ مجموعہ میرے سامنے ہے۔ ایاز نے غزل کی سال ہا سال جادہ پیمائی کے بعد حال ہی میں میدانِ نعت میں قدم رکھا ہے۔ اگرچہ وہ غزل گوئی کے سفر میں بھی کبھی کبھار نعت کی طرف آنکلتے تھے لیکن اب کے انہوں نے بڑی ہی استقامت کے ساتھ نعت کی منوّر راہ گزر طے کی ہے۔ غزل سے نعت کی جانب انعطاف کا ذکر اس مجموعے میں ملتا ہے:

بابِ مدحت میں مرا ذوقِ غزل کام آیا
پختہ افکار کیا خام خیالی نے مجھے

اگرچہ ایاز غزل بھی بہت بھرپور کہتے ہیں۔ قادر الکلامی، فن پر گرفت، جذبے کی لطافت اور فکر کی تقاہت کے سبب اُن کی غزل بھی خاصے کی چیز ہے اور اُن کا مدارِ شہرت بھی اِسی پر رہا لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ نعت و ثنا سے غزل کا کیا تقابل۔ چہ نسبت خاک را با عالم پاک۔ غزل حسینانِ مجازی کی حکایتِ زلف و رخسار اور شاہدانِ دنیوی کی رودادِ ہجر و وصال اور نعت ممدوحِ کبریا اور محبوبِ دوسرا حضرت محمد صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم کے جمالِ اقدس اور کمالِ معلّیٰ کے ذکرِ لطیف سے منوّر و معطّر، اِس لئے یقیناً ایاز صدیقی نے غزل سے نعت کی طرف آتے آتے خام خیالی سے پختہ فکری کا سفر طے کیا ہے۔ تاہم ذوقِ غزل سے وابستہ ہونے کی صورت میں اُنہیں یہ فائدہ ہُوا کہ اُن کی نعتوں میں فنی حسن اور معنوی جمال کے تلازمات پیدا ہو گئے اور اُنہوں نے نعت کا ایک ایسا گلدستہ تیار کیا جس میں شامل ہر پھول کی تخلیق اُنہوں نے جگر کے خونِ ناب، دِل کے اُجلے جذبوں اور اشک و آہ کے مجلّا اور مصفّا لوازم سے کی ہے۔

ایاز صدیقی کے اِس نعتیہ مجموعے میں بانوے (۹۲) نعتیں ہیں جو اسمِ پاک "محمدؐ" کے اعداد کے مطابق ہیں۔ یہ بھی اُن کی عقیدت کے والہانہ جذبوں کی ایک کیفیت کا اظہار ہے۔

اِن نعتوں کی سب سے اہم اور منفرد خصوصیت یہ ہے کہ یہ غالبؔ کی زمین ہائے غزل میں کہی گئی ہیں۔ ایازؔ نے غالبؔ کی ۹۲ غزلیں چُنیں جن کے چناؤ میں آسانی و دشواری کی کوئی شرط نہیں رہی۔ یعنی دشوار ردیفوں اور مُشکل التزاماتِ ردائف و قوافی سے دامن نہیں بچایا اور اِس طرح وُہ کئی ناہموار وادیوں میں بھی غالبؔ کے نقوشِ قدم پر چلے ہیں۔ غالبؔ کی طرح پر غزل کہنا دیر سے مروّج ہے۔ شعراء تبرکاً ایسا کرتے ہیں اور غالبؔ کی پروازِ خیال کے ساتھ اُڑتے ہیں۔ لیکن غالبؔ کے کسی مصرعِ غزل کو بنیاد بنا کر اُس پر نعت کہنے کا رواج نہایت کم رہا ہے۔ اِس سلسلے میں میری معلومات کے مطابق (وہ کوتاہ علمی بھی ہو سکتی ہیں) صرف ساجد اسدی کی پیغامِ مغفرت ۱۹۷۵ء ایک باقاعدہ نعتیہ مجموعے کی صورت میں چھپی ہے۔ پیغامِ مغفرت کی نعتیں رسمی اور تقلیدی سلسلۂ نعت کی ایک کڑی ہیں، جب کہ جناب ایاز نے اپنی نعتوں میں

نعت گوئی کے عصری آداب و مقتضیات کو سامنے رکھا ہے اور رسمی نعت سے اپنے آپ کو کلیتہً آزاد کر کے ایک اجتہادی عمل کو روشناس کرایا ہے۔ تاہم میں پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ایاز صدیقی کی یہ نعتیہ تخلیق اِس اِعتبار سے اہم مجموعۂ نعت ہے جس میں اگرچہ بانوے نعتیں ہیں لیکن اپنے فنی علو اور معنوی رفعت کے اعتبار سے یقیناً منفرد اور بے مثل ہیں۔

یہاں یہ کہنا بے محل نہ ہو گا کہ غالب کی غزل پر غزل کہنا یا نعت کہنا اگرچہ قانونی یا اخلاقی طور پر ممنوع نہیں ہے لیکن آپ میری بات سے اتفاق کریں گے کہ اس عظیم الفکر شاعر کی پروازِ خیال کے ساتھ اُڑنا ایک طرح سے اپنے پَر کاٹنے کے مترادف ہے۔

اگر یک سرِ موئے برتر پرم　　فروغِ تجلّی بسوزد پرم

غالب کے یہاں ندرتِ فکر اور "بے ہمہ رو" چلنے کی منفرد کیفیت تو ہے ہی، سو اُس کے موضوعات و مضامین، افکار و جذبات اور طرفگیٔ اُسلوب کے تقابل کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں صرف اُس کے قوافی کی بات کرتا ہوں وہ جس قافیے کو جس معنوی انفرادیت اور اظہار کی جس جہت سے استعمال کرتا ہے اُس قافیے کو کوئی دوسرا شخص اُس بلندی سے لا نہیں سکتا۔ غالب کے فکری امکانات اُس قافیے کو جس رفعت پر لے جاتے ہیں اُس کی سطح کا تصور بھی ہم سے ممکن نہیں ہے۔ اِسی لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر غالب کی غزل پر غزل کہی جاتی ہے تو محض اُس سے نسبت قائم کرنے کے لئے کہ دیکھو ہم بھی غالب کے پرستار ہیں اور اُس کی کائناتِ شعری میں ہم نے بھی چند لمحے سانس لیا ہے۔

لیکن ایاز صدیقی نے جب غالب کی غزلوں پر نعتیں کہیں تو گویا اپنی پرواز کے لئے ایک الگ فضا کا تعین کر لیا۔ ایاز نے غزلیں نہیں کہیں اس طرح وہ عظمتِ غالب کے مقابلے میں سبکساری سے بچ گئے ورنہ غالب کی سلیمانی کا تو یہ حال ہے کہ جو اُس کے شکوہ و جلال کی طرف بڑھتا ہے وہ اُسے مورِ بے مایہ بنا کر چھوڑتا ہے ـــــــ لیکن ایاز نعت کی فضاؤں میں اُڑتے ہیں اور بڑی شان سے اُڑتے ہیں اور جس "زمین" کو لیا ہے اُسے آسمان بنا کر پرِ کشا ہوئے ہیں۔ اس سلسلے

میں ہمیں سب سے پہلے ایاز صدیقی کی تضمینوں پر بات کرنی چاہیئے۔ تضمین ایک نہایت دشوار عمل ہے۔ ہم جس شاعر کا مصرع لیتے ہیں اُس مصرع یا شعر کی اُس خاص کیفیت سے ہم ذوق نہیں ہوتے جیسے شاعر نے پس منظر کے طور پر برتا ہے۔ اس لئے تضمین کی صورت میں ہم بہت کم ایسا مِیش مصرع لا سکتے ہیں جو ہم مزاج ہو۔ اس لئے اکثر تضمینوں پر دو لخت ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ اسی لئے بعض دانا شاعر جب کسی معروف اُستاد کی کسی مشہور غزل کو زمین بنا کر اشعار کہتے ہیں تو تضمین سے گریز ہی کرتے ہیں۔ ایاز صدّیقی نے قریب قریب تمام ہی نعتوں میں مصرع ہائے غالب کی تضمین کی ہے اور حق تو یہ ہے کہ تضمین کا حق ادا کر دیا ہے۔ وہ اس طرح کہ (ہر مقام پر ہی) ایاز نے غالب کے غزلیہ مصرع کا مزاج بدل کر اُسے اپنے مصرع سے ہم آہنگ اور اپنی فکر میں جذب کر لیا ہے۔ اسے آسانی سے یُوں سمجھیئے کہ ایاز کے مصرع سے پیوست ہو کر غالب کا مصرع غزل کا مصرع نہیں لگتا بلکہ نعت کا مصرع لگتا ہے یہ گویا ایاز کی فنّی ریاضت بلکہ "دل کو خوں کرنے" کی صلاحیت کا اعجاز ہے۔ آیئے ہم اس موقعے کی مناسبت سے چند تضمینیں ہدیۂ نظر کریں:

کس طرح گزریں گے یہ دُوری کے روز و شب حضورؐ
"صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا"

آقاؐ نے مجھ کو دامنِ رحمت میں لے لیا
"میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجُود تھا"

نبیؐ کے ہجر میں رونا بھی عین راحت ہے
"مری نگاہ میں ہے جمع و خرج دریا کا"

لاکھ پلکوں سے خاکِ طیبہ چُنی
"حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا"

شدّتِ تشنگیٔ دید بیاں ہو نہ سکی
"گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا"

مشاطگیٔ باغ جہاں آپ ہی سے ہے
"بے شانۂ صبا نہیں طرّہ گیاہ کا"

آیا ہُوں آج آپؐ کا دربار دیکھ کر
"حیراں ہُوں اپنی طاقتِ دیدار دیکھ کر"

سُوئے طیبہ لیئے جاتی ہے حضُوری کی لگن
"جادۂ رہ کششِ کافِ کرم ہے ہم کو"

ایاز صدیقی کیونکہ نعت گوئی کی بلند بامی اور انسان کی کوتاہ دستی سے واقف ہیں اس لئے

ثنائے خواجہ بیان کرتے ہوئے اُنہیں بار بار اپنی کوتاہیٔ فن اور عجزِ اظہار کا احساس ہوتا ہے وہ بار بار نبوّت کی بارگاہِ عظمت میں اپنی عاجزیٔ بیاں کا ذکر کرتے ہیں۔ نعت گوئی میں حضورؐ کے اذن و اجازت اور اُن کے التفاتِ کرم کے لیے التماس کرتے ہیں۔ نعت گوئی کے ہدیۂ محقر کو قبول فرمانے کی استدعا کرتے ہیں اور توفیقِ نعت گوئی کی سعادت پر فخر و شادمانی کے ساتھ ساتھ جذبۂ تشکر و امتنان کا اظہار کرتے ہیں۔ نعت گوئی کی اِن متنوع کیفیات سے کیف لیجیے۔

کیا مدح کرے آدمی ممدوحِ خدا کی — بندے کا بیاں اور ہے اللہ کا بیاں اور

آپ کے اوصاف لفظوں میں بیاں کیسے کروں — اتنی گنجائش ابھی توصیف کے فن میں نہیں

تابِ گویائی بقدرِ حسنِ معنیٰ دے مجھے — اے شہِ لوح و قلم مدحت کا یارا دے مجھے

لکھی جو فرطِ شوق میں مدحت حضورؐ کی — تطہیر ہو گئی مرے قلب و شعور کی

مری زبان پہ نعتِ رسولِ اکرمؐ ہے — مری حیات کا ایک اک نفس مکرّم ہے

ایازؔ اپنی ثناخوانی یہاں بھی محترم ٹھہری — سرِ محشر بھی آقا کے ثناخواں محترم نکلے

ایازؔ صدیقی کی نعتیں ہر اُس خیال اور مضمون سے پُر ہیں جو اِس راہ کا متاعِ سفر ہیں۔ حضورؐ سے عشق و عقیدت کی نازک سے نازک کیفیت، اُن سے اتنا گہرا ربط کہ خیال میں وہ، خواب میں وہ، اُنہی کی یاد، اُنہی کا ذکر، اُنہی کی فکر، اُنہی کے ہجر میں اضطراب مہجوری، اُنہی کی دید کے لیے اشتیاق حضوری، اُنہی سے دُوری پر آنکھ کی خوں نابہ فشانی، اُنہی کے تصوّر میں مسرّت و نشاط کی بہار سامانی، مدینہ جانے کی ہمہ وقت و مسلسل آرزو، تڑپ تڑپ کر حاضری کی دُعائیں اور التجائیں، شرفِ باریاب ہونے والوں سے رشک و رقابت، آہ و اشک اور موجِ صبا کی نامہ بری، ان کیفیاتِ کرب و کیف کے بعد درِ اقدس پر حاضری کی سعادت اندوزی، حضوری کے مزے، گنبدِ خضرا کے مناظر و تجلّیات کا نظر سے دل تک اور ظاہر سے باطن تک غلبۂ مسلسل، مدینے میں قیام کی آرزو، وہیں پر مر جانے اور وہیں مٹ کر وہیں کے منوّر و مقدس غبار میں تحلیل ہو جانے کی تمنّا۔

ہم ایک ایک شعر کے حوالے سے مذکورہ بالا کیفیتوں کو قاری کی نظر تک پہنچاتے ہیں:

یاد کی چٹکیاں

مجھ کو آتا ہے عذابِ شبِ ہجراں کا علاج
یاد کرنا اُنہیں اور نعت سرا ہو جانا

خواب کی سعادت

حضورؐ خواب میں آئے تھے ایک شب مرے گھر
درود پڑھتے رہے عمر بھر در و دیوار

آرزوئے دید

کوئی اس خواب کی تعبیر بتا دے مجھ کو
آ گیا گنبدِ خضرا مری دیوار کے پاس

اشکِ فراق

گریۂ ہجرِ محمدؐ میں انوکھا لطف ہے
جو مزا آنکھوں کے جل تھل میں ہے ساون میں نہیں

تپشِ انتظار

آیا ہی چاہتا ہے بلاوا حجاز سے
ہے آخری دموں پہ گھڑی انتظار کی

پروازِ تصوّر

ڈھل گیا حضوری میں کربِ دُوریٔ منزل
لے اُڑا ہمیں آخر شوقِ پُرفشاں اپنا

سفرِ طیبہ

مدینے کا سفر دہلیزِ حضرتؐ گنبدِ خضرا
خوشی کے کتنے ویرانے پسِ دیوارِ غم نکلے

جمالِ گنبدِ خضرا

ہے محیطِ ہر دو عالم سبز گنبد کی بہار
کون سا منظر مرے آقاؐ کے مسکن میں نہیں

مناظرِ طیبہ

شہرِ طیبہ کی جادہ پیمائی
اللہ اللہ جنوں کی دانائی

التماسِ قیام

اَب لوٹ کر نہ جاؤں گا سرکارؐ حشر تک
آیا ہُوں کربِ ہجر کی صدیاں گُزار کے

التجائے خاتمت

خاک ہو کر راہِ طیبہ میں بکھر جاؤں ایازؔ
یہ حسیں رُخ ہے مری تخریب میں تعمیر کا

حُسنِ انجام

اچھا ہُوا کہ مقطعِ جاں آگئے ایاز   کیا دیکھتے وہ مطلعِ انوار دیکھ کر

یہ تو ایاز صدیقی کی نعت گوئی کا وہ رُخ تھا جسے ہم ذاتی یا داخلی کہہ سکتے ہیں۔ اِس میں شاعر اپنے اُن جذبات و کیفیات کا ذکر کرتا ہے جو اُس کے باطن میں متموج ہوتی ہیں جہاں وُہ ایک اُمتی کی حیثیت سے اپنے رسُولؐ، اپنے آقاؐ، اپنے محبوب اور اپنی شفیق ترین اور کریم ترین ہستی سے اپنے ہجر و وصال، اپنے غم و نشاط، اپنی حاضری و حضُوری کا تذکرہ خالصتہً شخصی انداز میں کرتا ہے۔ اب ہم اُن موضُوعات کا ذکر کریں گے جو اجتماعی ہیں اور جہاں شاعر عمومی جذبات و کیفیات کی ترجمانی کرتا ہے۔ اِس اجتماعیت میں اُس کی ذات بہ ہر حال اور بہ ہر رنگ شامل ہوتی ہے۔ استعانت اور شفاعت طلبی ایک اجتماعی استدعا بھی ہے اور ساتھ کے ساتھ شخصی بھی، لیکن حضُورؐ کی سیرتِ مقدسہ اور خصائل و فضائلِ عالیہ کا ذکر، حضُورؐ کے جلال و جمال اور حضُورؐ کے کمالات کا بیان، حضُورؐ کے معجزات، حضُورؐ کا سفرِ معراج، حضُورؐ کی رحمت اللعالمینی، حضُورؐ کی عظمت بحیثیت رسُول اور حضُورؐ کا داعی اور ہادی ہونا بحیثیت نبیؐ اور حضُورؐ کی انقلاب آفرینی اور سیرت سازی اور حضُورؐ کی سیرتِ طیبہ کا ابلاغی اور تبلیغی پہلُو۔ یہ تمام موضوعات و مسائل ذاتی ہونے کے ساتھ ساتھ اجتماعی اور آفاقی بھی ہیں۔ ایاز صدیقی کے یہاں ان تمام پہلوؤں کو احاطے میں لانے کی کوشش اور توفیق نظر آتی ہے۔ اور وہ اِن اہم مقامات و منازل سے نہایت مفکرانہ اور داعیانہ انداز میں گزرے ہیں۔ اِس رُخ کی نعت گوئی نے ایاز صدیقی کے فنِ جمیل کو مقصدِ جلیل سے وابستہ کر کے اپنی فکر کو عروج بخشا ہے۔ ان اجتماعی موضُوعات کے سلسلے میں چند مثالیں اجمالاً ہدیۂ قارئین ہیں۔

استعانت

جب کوئی شخص گرفتارِ بلا ہوتا ہے   آپ کے نام کی برکت سے رہا ہوتا ہے

آج بھی آقا دعائے فتح و نصرت چاہیے   آج بھی اسلام جنگاہِ حق و باطل میں ہے

مرے آقا اجڑنے سے بچالو پاک گلشن کو   شہیدوں کا لہُو اس کی حنابندی میں شامل ہے

عطا و سخاوت

اُن کی نگاہ میں ہے ہر اک دل کی اِلتجا
سنگِ درِ نبیؐ پہ ہر اک دل ہے آئینہ

شفاعت طلبی

مدحِ سرکارِ نبیؐ بخشش کا وسیلہ ہے ایازؔ
للہ الحمد یہ توفیق بہم ہے ہم کو

دامانِ شفاعت میں چھپانا سرِ محشر
آقاؐ مجھے اندیشۂ انجام بہت ہے

معراج

روزِ ازل، خطِ شبِ اسریٰ، فرازِ عرش
ترتیب دے رہا ہُوں عروجِ بشر کو میں

معراجِ مُصطفےٰؐ کا یہ فیضانِ عام ہے
اہلِ زمیں پہ وا درِ افلاک ہو گئے

نبوّت اور فضائلِ طیبہ

مہکا بس ایک گُل کی مہک سے مشامِ جاں
یُوں تو ریاضِ دہر میں کیا کیا نہ آئے گُل

رحمت ہیں آپ سارے جہانوں کے واسطے
ہم کو بشر کی شکل میں خیر البشرؐ ملے

مہرباں سب پہ ہے مہِ طیبہ
چاندنی کس کے گھر نہیں آتی

مرے سرکار کی کملی سے ایسی روشنی پھُوٹی
کہ ذرّوں کو بھی منصب مل گیا مہرِ درخشاں کا

کردار آفرینی

آپؐ کی سیرتِ اطہر نے سکھایا ہے ہمیں
سر بہ سر بندۂ تسلیم و رضا ہو جانا

گرمِ سفر ہیں لوگ رہِ مستقیم پر
حُسنِ سلُوکِ قافلہ سالارؐ دیکھ کر

میرے کردار کی تعمیر کے بانی ہیں حضُورؐ
موجۂ آبِ رواں پر مری بنیاد نہیں

اگر ہم اُس شہِ ارض و سما کی راہ اپنا لیں
زمیں بے مہر کیوں ٹھہرے فلک نامہرباں کیوں ہو

تہذیبِ نظر، جلوتِ دل، روشنیٔ ذہن
جو کچھ ہے مرے پاس ایازؔ اُن کی عطا ہے

اسوۂ حضُورؐ ضامنِ امنِ عالم

ابرِ کرم برس کہ گلستانِ دہر میں
وہ خاک اُڑ رہی ہے کہ صحرا کہیں جسے

آپؐ آئے ذہن و دل میں آگہی کا دَر کھلا　　جہل نے بازو سمیٹے، علم کا شہپر کھلا

شور برپا ہے ظلمتِ شب کا　　ذکرِ بدر الدجےٰ کرے کوئی

ہر قریۂ ظہور میں ہے دین کا فروغ　　ہر سمت روشنی ہے محمدؐ کے نور کی

جہاں تک ایاز صدیقی کے اسلوب کا تعلق ہے، میرا دعویٰ ہے اور میں پورے یقین سے کہتا ہوں کہ نعت گوئی کی صداؤں کے ہجوم میں آپ کو ان کی آواز سب سے الگ، سب سے یکتا، سب سے منفرد سنائی دے گی۔ اُن کے یہاں زبان و بیان کی اتنی نکتہ طرازیاں، اتنی لطافتیں اور اس قدر جاں ستاں اور جاں فزا ادائیں ہیں کہ ان کا احاطہ آسان نہیں ہے۔ آپکے ہر شعر، ہر مصرع میں ایک نئی مہک نئی رنگینی اور نئے ذائقے کا احساس ہوگا۔ ایک جاں بخش اور دل نواز تازگی ہے جو سر سے پاؤں تک آپ کے وجود کو منوّر و معطّر کرتی چلی جائے گی، لفظوں کا چناؤ اور شعر میں اُن کا قرینۂ معنوی، لفظی تراکیب کی ایجاد اور ایسے ایسے حسین و جمیل تلازمات جن کی اثر آفرینی کی گرفت سے آپ آزاد نہیں ہو سکیں گے۔ میرا جی چاہتا ہے کہ میں چند تراکیبِ لفظی یہاں لکھوں جن کے عمل سے ایاز صدیقی نے اپنے اشعار کی سجاوٹ کے ساتھ ساتھ نئی معنویت کے خوبصورت پیکر تراشے ہیں:

جنّتِ خوابِ تمنا، گُلِ حرف، رنگِ شگفتنِ گُلِ طیبہ، ہدفِ موجِ ہوا، منصبِ ذہن، منجملۂ خامہ‌ٔ گلستاں، ذرہ ہائے مہر ساماں، منارِ جود و سخا، شہِ لوح و قلم۔ بے چہرہ گنہگار، دستارِ ہوا سر پر باندھنا وغیرہ۔

میں ایاز کے فنّی اور معنوی جمالیات کے ذکر کو اس لئے طویل کر رہا ہوں کہ بعض لوگوں کے نزدیک نعت میں اِن کی جستجو ضروری نہیں ہے۔ اُن کے خیال میں نعت صرف اظہارِ عقیدت ہے اور عقیدت کی اِس صنف کو تنقید کی کسوٹی پر پرکھنا ایک "گناہ" سے کم نہیں ہے۔ نعت فنّی اعتبار سے کتنے ہی کمتر درجے پر ہو، ہمیں صرف نعت نگار کے دل اور دل کے اندر عقیدت کے جذبات پر نظر رکھنی چاہیئے اور بس۔ میں اس خیال سے اِتفاق نہیں کر سکتا۔ آپ اپنے محبوب کو کوئی تحفہ پیش کرتے ہیں تو اُس تحفے کے معیار اور اُس کی قدرِ لطافت کو ملحوظ رکھیں گے۔ آپ اپنے کسی دوست کو ایسا گلدستہ نہیں دے سکتے جس میں پھولوں کے ساتھ خس و خاشاک بھی

شامل ہو۔ تو پھر آپ ایسے گُل ہائے عقیدت اُس جانِ بہار علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں کیسے نذر کر سکتے ہیں جو بے رنگ و بُو ہوں۔ خشک اور مرجھائے ہُوئے ہوں اور خاک آلودہ ہوں۔ جاننا چاہیئے کہ حضور پُرنور ادیبِ کامل ہیں بلکہ اُن کی ذات ادب آفریں ہے۔ اُن کا ہر ارشادِ مبارک ادب کا ایک کامل اور جامع اظہار نامہ ہے۔ اُن کے ہر حرف سے علوم و معارف کی کرنیں طلوع ہوتی ہیں اور اُن کی ہر ادائے اظہار سے ادب کے چمن ظہور پاتے ہیں۔ آپ کی طبیعت یہ کیسے گوارا کرے گی کہ اُس مطلعِ علم اور مشرقِ ادب کی جلوہ گاہ میں آپ ایسی نعت کا نذرانہ پیش کریں جو ادب و فن کی کسوٹی پر پُوری نہ اُترتی ہو۔ اُن کی تو وہ شانِ معلّیٰ ہے کہ بقول سعدی:

یتیمی کہ ناکردہ قرآں درست　　کتب خانۂ چند ملّت بہ شُست

جب عرفی نے کہا:

عرفی مشتاب ایں رہِ نعت است نہ صحرا　　آہستہ کہ دم بر سرِ تیغ است قدم را

تو عرفی کی مُراد یہی تھی کہ اپنے عقیدت نامے کو اپنی توفیقات کے مُطابق نہایت فنّی اور معنوی تجمّل کے ساتھ اُن کے حضُور میں پیش کرو۔ ایاز صدّیقی نے سرشاریٔ عشق کے ساتھ ساتھ ادب اور فن کی اس سلیقہ مندی کو بھی پُوری طرح برتا ہے اور دل کی قاشوں کو ایک ظرفِ شفاف میں سجا کر اُن کی بارگاہِ التفات میں پیش کیا ہے۔

آخری بات، یہ کہ ایاز صدّیقی کی نعت کا رشتہ حُسنِ روایت سے بھی مستحکم ہے۔ اُن کے یہاں ہمارے عہد کے اور عصری تقاضوں کے مطابق موضوعاتی اور اسلُوبیاتی جمال بھی ملتا ہے اور مستقبل میں ہماری نعت فکر و اظہار کا جو پیرایہ اختیار کرے گی۔ اُس کے امکانات بھی نعتِ ایاز میں جھلملاتے نظر آتے ہیں!!۔

عاصی کرنالی

معجزہ ہے آیۂ والنّجم کی تفسیر کا
ایک اک نقطہ ستارہ ہے مری تحریر کا

آپؐ کی نسبت ہے مجھ کو باعثِ عزّ و شرف
آپؐ کی مدحت وسیلہ ہے مری توقیر کا

کس طرح گزریں گے یہ دُوری کے روز و شب حضورؐ
"صبح کرنا شام کا لانا ہے جوئے شیر کا"

کب مجھے بلوائیں گے آقاؐ حریمِ قدس میں
خوابِ ہستی منتظر ہے جلوۂ تعبیر کا

آہِ غمِ دل سے اُٹھی اور بابِ رحمت کھُل گیا
مَیں نے دیکھا ہے یہ منظر آہ کی تاثیر کا

جنّتِ خوابِ تمنّا ہے مدینے کا خیال
شہرِ رنگ و بُو علاقہ ہے مری جاگیر کا

خاک ہو کر راہِ طیبہ میں بکھر جاؤں ایازؔ
یہ حسیں رُخ ہے مری تخریب میں تعمیر کا

دل روضۂ رسولؐ پہ محوِ سجود تھا — پابندیوں کے رُخ پہ بھی رنگِ کشود تھا

آقاؐ نے مجھ کو دامنِ رحمت میں لے لیا — ”میں ورنہ ہر لباس میں ننگِ وجود تھا“

رنگِ شگفتنِ گلِ طیبہ سے پیشتر — بے نام تھی بہار، چمن بے نمود تھا

حدِّ نگاہ میں تھیں دو عالم کی وسعتیں — میرے لبوں پہ ذکرِ شہِ ہست و بود تھا

مہکا ہوا تھا ذکرِ محمدؐ سے ہر نفس — اُس انجمن میں کس کو سرِ مشک و عود تھا

جبریل سے سُنیں شبِ اسرا کی رونقیں — انوار کے حصار میں چرخِ کبود تھا

اللہ رے مدحتِ شہؐ لوح و قلم ایاز

تا بامِ عرش وردِ سلام و درود تھا

دل کو آئینہ دیکھا ذہن کو رسا پایا
ہم نے انؐ کی مدحت میں زیست کا مزا پایا

بے وسیلۂ احمدؐ زندگی نے کیا پایا
آہ بے اثر دیکھی نالہ نارسا پایا

جس طرفِ نظر اُٹھی آپ ہی نظر آئے
سایہ اَفگنِ عالم دامنِ عطا پایا

راستے کے پتھّر ہوں یا سُخن کے نشتر ہوں
آپؐ کو بہر عالم پیکرِ رضا پایا

کون عرشِ اعظم پر آپؐ کے سوا پہنچا
کس نے سارے نبیوں میں ایسا مرتبہ پایا

رحمتِ دو عالم سے ہم نے جب کبھی مانگا
ظرف سے سوا مانگا، مانگ سے سوا پایا

مرحبا ایازؔ ان پر لطفِ خالقِ اکبر
تاجِ کُن فکاں سر پہ عرش زیرِ پا پایا

مُنہ سے جب نامِ شہنشاہِ رسُولاں نِکلا
خیرِ مقدم کو درُودوں کا گُلستاں نِکلا

بجھ گئی دولتِ کونین مرے رستے میں
مَیں جو طیبہ کی طرف بے سروساماں نِکلا

مَیں تو سمجھا تھا کہ دشوار ہے ہستی کا سفر
اُن کی تعلیم سے یہ کام بھی آساں نِکلا

فکرِ مدحت میں جو پہنچا سرِ گلزارِ سُخن
ہر گلِ حرف محمدؐ کا ثنا خواں نِکلا

خاک ہو کر ہدفِ موجِ ہوا بن جاؤں
درِ آقاؐ کی رسائی کا یہ عنواں نِکلا

میرے آئینے میں ہے عشقِ محمدؐ کی جِلا
مُجھ سے کترا کے غبارِ غمِ دوراں نِکلا

منصبِ فہن پہ فائز ہوئی جب چشمِ خیال
عشقِ محبُوبِ خدا حاصلِ ایماں نِکلا

گُلِ توحید کی خوشبُو سے مہکتا ہے دماغ
مَیں بھی منجملۂ خاصانِ گلستاں نِکلا

بابِ مدحت میں جو تائیدِ خدا چاہی ایازؔ
رہنمائی کو ہر اِک آیۂ قرآں نِکلا

آنکھیں لہو لہو تھیں، نہ دل دَرد دَرد تھا
ہجرِ نبی میں ضبط کا انداز فرد تھا

صحرا نشین و عرشِ معلّےٰ نورد تھا
اللہ! ایک فرد دو عالم میں فرد تھا

اَسرا کی رات، مہرِ رسالت کو دیکھ کر
رنگِ نجوم و چہرۂ مہتاب زرد تھا

پَل بھر میں بامِ عرش پہ تھا شہسوارِ نور
دامانِ کہکشاں تھا کہ رستے کی گرد تھا

خلدِ نظر تھا گلشنِ سرکار خواب میں
پژمردہ کوئی گل نہ کوئی برگ زرد تھا

گریہ سبب ہُوا مرے عفوِ گُناہ کا
آنکھیں جلیں تو شعلۂ تقصیر سرد تھا

مدحت کے باب میں یہ عجب لُطف تھا ایاز
مَیں خواب میں، خیالِ مدینہ نورد تھا

رُخِ ابرِ کرم عنواں ہے میرے بابِ ہجراں کا
"مرا ہر داغِ دل اِک تخم ہے سروِ چراغاں کا"

قدم چُومے ہیں جن ذرّوں نے خورشیدِ رسالت کے
بیاں کیا کیجیے ان ذرہ ہائے مہر ساماں کا

مِرے سرکارؐ کی کملی سے ایسی روشنی پھوٹی
کہ ذرّوں کو بھی منصب مل گیا مہرِ درخشاں کا

غریبِ دشتِ ہجراں صاحبِ شہرِ طرب ٹھہرا
مدینے میں کھُلا جوہر مرے شوقِ فراواں کا

بہارِ گنبدِ خضرا، منارِ مسجدِ آقاؐ
مری آنکھوں میں ہر منظر ہے اُس شہرِ درخشاں کا

صدا صلِّ علیٰ کی دم بہ دم کانوں میں آتی ہے
غمِ سرکارؐ زخمہ ہے مرے سازِ رگِ جاں کا

خُدارا مجھ خزاں دیدہ کو اُس گلشن میں بُلوالو
جہاں ہر وقت رہتا ہے سماں جشنِ بہاراں کا

خُدا کی حمد، مدحِ صاحبِ لوح و قلم کیجے
کہ اِک اُمّی معلّم ہے دو عالم کے دبستاں کا

ایازؔ ان کا سراپا ہر نفس نظروں میں رہتا ہے
خیالِ سرورِ دیں آئنہ ہے میرے ایماں کا

ہر گوشہ آسماں ہے زمینِ حجاز کا
حاصل ہے اس نشیب کو رُتبہ فراز کا

نورِ خُدا ہے شکلِ محمدؐ میں جلوہ گر
آئینہ شاہکار ہے آئینہ ساز کا

کسی کو مِلا یہ حسنِ شرف آپ کے سوا
محرم ہے اور کون مشیت کے راز کا

دِل گونجتا ہے صلِّ علےٰ کی صداؤں سے
یہ نغمہ خلدِ گوش ہے ہستی کے ساز کا

صبحِ ازل سے شامِ ابد تک محیط ہے
دامانِ التفات نگارِ حجاز کا

میرا طواف کرتے ہیں مہر و مہ و نجوم
مدحت سرا ہوں میں شہِ گردوں طراز کا

شاہانِ دہر جس کے غُلاموں کے ہیں غُلام
بندہ ہوں میں اُسی شہِ بندہ نواز کا

میری نظر میں سُنّت و فرض ایک ہیں ایازؔ
آموزگار ایک ہے سب کی نماز کا

آپ آئے ذہن و دل میں آگہی کا در کھُلا
جہل نے بازو سمیٹے، علم کا شہپر کھُلا

چاند سورج آپ کی تنویر سے روشن ہوئے
بابِ مغرب وا ہُوا، دروازۂ خاور کھُلا

آپؐ کی بخشش ہے سب پر کیا فرشتے کیا بشر
آپ کا بابِ سخاوت ہے دو عالم پر کھُلا

جب زمیں پر آپ کے قدموں سے بکھری کہکشاں
مقصدِ تکوینِ عالم تب کہیں جا کر کھُلا

ہم گنہگاروں کی پردہ پوشیاں ہو جائیں گی
آپؐ کا دامنِ رحمت جب سرِ محشر کھُلا

دل میں جب آیا کبھی عہدِ رسالت کا خیال
ایک منظر وقت کی دیوار کے اندر کھُلا

قلبِ مضطر پر کسی نے دستِ تسکیں رکھ دیا
اُن کے سنگِ در پہ اُس آئینے کا جوہر کھُلا

اس کو کہتے ہیں سخاوت یہ سخی کی شان ہے
حرفِ مطلب لب پہ آیا لطف کا دفتر کھُلا

اُسؐ کی مدحت کیا لکھیں گے ہم زمین والے ایاز
جس شہِؐ لوح و قلم پر گنبدِ بے در کھُلا

اللہ اللہ کیا سفر کیا رُوح پرور خواب تھا فرشِ ریگِ راہِ طیبہ بسترِ سنجاب تھا
نطقِ جاں شیرینیٔ مدحت سے لذّت یاب تھا یہ کتابِ زندگی کا اِک درخشاں باب تھا
ارضِ طیبہ پر قدم تو کیا، نظر جمتی نہ تھی "ذرّہ ذرّہ روکشِ خورشیدِ عالم تاب تھا"
بن گیا اشکِ ندامت میری بخشش کا سبب بربطِ امید کب سے تشنۂ مضراب تھا
صبح کا تارا حضوری کا پیامی بن گیا رات ہجرِ مصطفےٰ میں دل بہت بیتاب تھا
آنکھ بیتابِ نظّارہ تھی نہ دل تھا مضطرب اُن کے دَر پر ہر کوئی شائستۂ آداب تھا

اللہ اللہ رُوبرو ہے گنبدِ خضرا ایازؔ!
بن گیا عینِ حقیقت جو نظر کا خواب تھا

حشر تک شافعِ محشر کا ثنا خواں ہونا — بخشوائے گا مجھے میرا سخنداں ہونا

جلوہ گر ہے مرے خوابوں میں مدینے کی فضا — لے اُڑا مجھ کو خیالوں کا پر افشاں ہونا

رشتۂ عشقِ نبیؐ کارِ رفو کرتا ہے — راس آیا مرے دامن کو گریباں ہونا

دامنِ ابرِ کرم نے مرے آنسو پونچھے — تارِ گریہ کو مُبارک ہو رگِ جاں ہونا

آپؐ کے دم سے دُعاؤں کو ملا رنگِ قبول — آپؐ کے غم نے سکھایا مجھے خنداں ہونا

آپؐ کے نقشِ کفِ پا کی تجلّی سے لیا — ماہ و خُورشید و کواکب نے درخشاں ہونا

کاش میں بھی اُنہیں گلیوں میں بکھر جاؤں ایازؔ
عینِ تسکیں ہے جہاں دل کا پریشاں ہونا

○

میرے ہاتھوں میں بیاضِ نعت کا شیرازہ تھا
رات اِک اُمّی لقب کا فیض بے اندازہ تھا

صفت یہ صف استادہ تھے سارے فضائل سب علوم
مجھ پہ شہرِ علم کا وا ایک اِک دروازہ تھا

بخشیش ہوتی گئیں ہوتی گئیں ہوتی گئیں
میرے دامن کا اُنہیں پہلے ہی سے اندازہ تھا

آپؐ دل میں آئے جنّت کے دریچے کھل گئے
آپؐ سے پہلے یہ گھر زندانِ بے دروازہ تھا

میرے دل پر آپؐ نے جب دستِ رحمت رکھ دیا
میرے حق میں حرفِ شیرینِ وقت کا آوازہ تھا

آپؐ کی مدحت سے پہلے ننگ تھا ذوقِ سخن
فکر آوارہ تھی، برہم ذہن کا شیرازہ تھا

تھا تصوّر میں شبِ غم گنبدِ خضرا ایازؔ!
دل کا ایک اِک زخمِ نادیدہ گلابِ تازہ تھا

ملا ہے جب سے پروانہ محمدؐ کی گدائی کا
دو عالم اک علاقہ ہے مری کشور کشائی کا

خدا کی بندگی کرتا ہوں میں اُن کے وسیلے سے
درِ سرکار آئینہ ہے عرشِ کبریائی کا

مری جانب سے اے موجِ صبا آقاؐ سے کہہ دینا
"کہ حسرت سنج ہوں عرضِ ستم ہائے جُدائی کا"

مرے عجزِ سُخن پر ان کی رحمت ناز کرتی ہے
کہ حرفِ جاں حوالہ بن گیا مدحت سرائی کا

ہزاروں سال پہلے آپ عرشِ نُور تک پہنچے
ہمیں تو اب خیال آیا ہے تسخیرِ خلائی کا

محبّت کار فرما فرش سے عرشِ عُلیٰ تک ہے
حبیبِ کبریا، محبُوب ہے ساری خدائی کا

مری کیا خامہ فرسائی، ایازؔ اُن کی عنایت ہے
کہ اک عاجز کو حاصل ہے شرفِ مدحت سرائی کا

مجھ پہ جب لطفِ شہِ کون و مکاں ہو جائے گا
چرخ سا نامہرباں بھی مہرباں ہو جائے گا

نامِ نامی آپؐ کا وردِ زباں ہو جائے گا
دُور ہر اندیشۂ سُود و زیاں ہو جائے گا

شوقِ دل تنہا چلا ہے جانبِ طیبہ مگر
ہوتے ہوتے ایک دن یہ کارواں ہو جائے گا

اوج بخشے گا مُجھے ذکرِ شہِ لوح و قلم
ایک دن عجزِ سخن حسنِ بیاں ہو جائے گا

جب مرے دِل کی زمیں پر آپ رکھیں گے قدم
اِس زمیں کا ذرّہ ذرّہ آسماں ہو جائے گا

گامزن ہوگا زمانہ اُسوۂ سرکارؐ پر
راستے کا ذرّہ ذرّہ کہکشاں ہو جائے گا

ذہن کیا مدحت کرے ممدوحِ داور کی ایازؔ
بند کیا کُوزے میں بحرِ بےکراں ہو جائے گا؟

ہر نبی شاہدِ خدا نہ ہُوا — آپ سا کوئی دوسرا نہ ہُوا
کرمِ شہرِ علم سے پہلے — نعت کہنے کا حوصلہ نہ ہُوا
دل رہا ہر قدم پہ سر بہ سجُود — مَیں مدینے کو جب روانہ ہُوا
لاکھ پلکوں سے خاکِ طیبہ چُنی — ”حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہُوا“
فرشِ خاکی سے عرشِ نوری تک — کِس جگہ ذکرِ مصطفےٰ نہ ہُوا
آپ کی یاد کے سِوا کوئی — کشتیِ جاں کا ناخدا نہ ہُوا
دل کہ تھا ایک بے نوائے ازل — آپ کے لطف کا خزانہ ہُوا
آپؐ کا در نہ وا ہُوا جس پہ — کوئی دروازہ اُس پہ وا نہ ہُوا

جالیوں ہی کو چُوم لیں گے ایاز
گر کرم بالمشافہہ نہ ہُوا

○

ابھی تو خواب ہی دیکھا ہے شہرِ طیبہ کا
ابھی سے حال دگرگوں ہے چشمِ بینا کا

مری نظر میں ہے تنویرِ منزلِ مقصود
چراغِ راہِ یقیں ہے خیال آقاؐ کا

رہِ حجاز کے ذرّوں میں جذب ہو جاؤں
علاج ہے یہ مرے دردِ بے مداوا کا

نبیؐ کے ہجر میں رونا بھی عینِ راحت ہے
"مری نگاہ میں ہے جمع و خرج دریا کا"

دُعا قبول ہوئی آپ کے وسیلے سے
شعور آپ نے بخشا ہمیں تمنّا کا

کہاں اسیرِ ہوا اور کہاں ثنائے رسولؐ
حباب خاک احاطہ کرے گا دریا کا

خیالِ شافعِ محشر محیطِ جاں ہے ایازؔ
نہیں ہے تشنہ، تعبیر خوابِ فردا کا

جس جگہ بے بال و پر جبریل سا شہپر ہُوا
سوچتا ہُوں میں وہاں مدحت سرا کیونکر ہُوا

ساقیٔ کوثر کا لُطفِ خاص جب مُجھ پر ہُوا
بادۂ انوار سے پُر ذہن کا ساغر ہُوا

آپ جب جلوہ فروزِ مسندِ امکاں ہوئے
ذرّہ ذرّہ آئینہ دارِ شہِ خاور ہُوا

ہے مسلسل نکہت و انوار کی بارش وہاں
جس نگر، جس انجمن میں ذکرِ پیغمبر ہُوا

جب کبھی برداشت سے باہر ہوئی فُرقت کی دھوپ
سایہ افگن دامنِ رحمت، وہیں مُجھ پر ہُوا

ان کے دَر سے مِل گیا پروانۂ بخشش مُجھے
مُجھ سے عاصی پر بھی لُطفِ شافعِ محشر ہُوا

وجہِ تکوینِ جہاں کی نعت جب لکھّی ایازؔ
آئینہ ایک ایک حرفِ کُن فکاں مُجھ پر ہُوا

مَیں نے مدحت کا ارادہ جو سرِ دل باندھا
نُطق نے لیلیٰ اظہار کا محمل باندھا

شوقِ دیدار، غمِ زیست، خیالِ سرکارؐ
پاس جو زادِ سفر تھا، پئے منزل باندھا

لے گئی گنبدِ خضرا پہ تخیّل کی اُڑان
رشتۂ ذہن سے جب سلسلۂ دل باندھا

شدّتِ تشنگیٔ دید بیاں ہو نہ سکی
"گریۂ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا"

بخش دیں آپؐ نے کونین کی خوشیاں مجھ کو
چشمِ گریاں نے وہ مضمونِ غمِ دل باندھا

اللہ اللہ حُسنِ مآلِ غمِ ہجرِ سرکارؐ
داغِ حسرت کو حریفِ مہِ کامل باندھا

شہرِ دل میں، میرے ممدوحؐ کا مسکن ہے ایازؔ
مَیں نے اِس شہر کو طیبہ کا مماثل باندھا

کاش اوّل ہی سے دل ان کا ثناخواں ہوتا
میرا دیوانِ غزل نعت کا دیواں ہوتا

میں بھی ہمارو سبکشِ شہرِ گل افشاں ہوتا
میری بخشش کا بھی یارب یہی عنواں ہوتا

میری تعمیر میں شامل ہے غمِ عشقِ رسولؐ
میں بھلا کیسے خرابِ غمِ دَوراں ہوتا

میری آنکھوں میں ہیں انوارِ شبیہہ سرکارؐ
آئینہ کیوں نہ مجھے دیکھ کے حیراں ہوتا

ناخدا تھے مرے محبوبِ خدا صلِّ علےٰ
سر اُٹھاتا تو خجل موجۂ طوفاں ہوتا

میرا ایماں ہے مجھے نیند نہ آتی تا حشر
میرے دل پر جو نہ دستِ شہِ دوراں ہوتا

ان کی محفل میں جنوں ہوش میں ڈھل جاتا ہے
ہار کر نوں کا مرا چاک گریباں ہوتا

عشقِ سرکار کی دولت جو نہ ملتی تو ایازؔ
بے سرو پا نہ سہی بے سرو ساماں ہوتا

اگر سارا زمانہ حاملِ عشقِ خدا ہوتا
تو ہر لب پر محمدؐ مصطفےٰ صلِّ علےٰ ہوتا

یہ مہر و مہ نہ یہ ہنگامۂ صبح و مسا ہوتا
نہ آتے آپؐ تو اک ہو کا عالم جا بجا ہوتا

اگر وہ نامؐ جاں پرور لبِ دل سے ادا ہوتا
تو اے بیمارِ غم تو کب کا اچھا ہو گیا ہوتا

خیالِ صاحبِ لوح و قلم کا فیض ہے ورنہ
نہ آنکھیں باوضو ہوتیں نہ دل محوِ ثنا ہوتا

دلِ سوزاں میں ٹھنڈک پڑ گئی بارانِ رحمت سے
عنایت وہ نہ فرماتے تو اپنا حال کیا ہوتا

غمِ سرکار نے ایک اک قدم پر رہنمائی کی
میں اس ہنگامۂ عیش و طرب میں کھو گیا ہوتا

ہواؤ! جانبِ طیبہ مجھے بھی ساتھ لے جاؤ
خدارا یہ نہ کہہ دینا کہ "پہلے سے کہا ہوتا"

دمِ آخر اگر آقاؐ نہ دل پر ہاتھ رکھ دیتے
تو پھر صدیوں میں طے یہ اک نفس کا فاصلہ ہوتا

شبیہہ شافعِ محشر سجی تھی شیشۂ دل میں
ایازؔ ایسے میں کیا اندیشۂ روزِ جزا ہوتا

قصۂ شقِ قمر یاد آیا — حسنِ اعجازِ بشر یاد آیا
آہِ سوزاں کا اثر یاد آیا — اُن کا فیضانِ نظر یاد آیا
اُن کے دیوانے کو اُن کے در پر — دشت یاد آیا نہ گھر یاد آیا
دیکھ کر شامِ مدینہ کا جمال — مطلعِ نورِ سحر یاد آیا
کب نہ تھی مجھ پہ عنایت کی نظر — یاد کب عالمِ فر یاد آیا
پھر مدینے کو چلے اہلِ نیاز — پھر کوئی خاک بسر یاد آیا

منزلِ قدس پہ پہنچے تو ایازؔ
سجدۂ راہ گزر یاد آیا

○

مصروفِ حمدِ باری و مدحِ حضورؐ تھا
مَیں بے نیازِ پُرسشِ یومِ نشور تھا

مَیں گھر میں قید اور دلِ اُنؐ کے حضور تھا
کیا منظرِ تحیّر نزدیک و دُور تھا

سرکار کی ولادتِ اطہر سے پیشتر
عالم تمام حلقۂ فسق و فجور تھا

مَیں لکھ رہا تھا مدحتِ مقصودِ کائنات
میری نظر میں حسنِ غیاب و حضور تھا

رہتے تھے آپؐ شام و سحر حق سے ہم کلام
غارِ حرا بھی آئینۂ کوہِ طُور تھا

مَیں خاک ہو کے شہرِ نبیؐ میں بکھر گیا
یارب یہی علاجِ دلِ ناصبور تھا

فیضانِ شہرِ علم ہے ورنہ مجھے ایاز
عرفانِ حرف تھا نہ سُخن کا شعُور تھا

○

گردِ رہِ مدینہ کے قابل نہیں رہا
"جس دِل پہ ناز تھا مجُھے وہ دل نہیں رہا"

عجزِ سُخن، کمال ہے مدحت کے باب میں
اِس فن میں کوئی میرا مقابل نہیں رہا

اُن کے کرم سے کھُل گئے سب عقدہ ہائے شوق
اَب کوئی مرحلہ مجُھے مشکل نہیں رہا

اب مَیں ہُوں اور عشقِ شہنشاہِ بحر و بر
اب کوئی رنج مدِّ مقابل نہیں رہا

ہونٹوں پہ ہر نفس ہے وظیفہ حضُور کا
مَیں اِک نفس بھی آپ سے غافل نہیں رہا

ہاں آپ کے خیال کی دولت ہے میرے پاس
ہاں مَیں نشاطِ دہر کا سائل نہیں رہا

گُم ہو گئے ایازؔ مدینے کی رَاہ میں
احساسِ نارسائیِ منزل نہیں رہا

جُز غمِ ہجرِ نبیؐ ہر غم سے ہوں نا آشنا — یہ بھری دُنیا میں ہے میرا اکیلا آشنا

ذہن کعبہ آشنا ہے دِل مدینہ آشنا — عشق نے بخشا ہے مجھ کو کیسا کیسا آشنا

مَیں زباں سے کچھ نہیں کہتا مجھے کیا چاہیے — میری ہر خواہش سے ہیں سرکارِ والا آشنا

سیرتِ سرکارؐ کا ہر رُخ ہے دِل پر آئینہ — خیر سے مجھ کو میسّر ہے اک اچھا آشنا

ایک میں ہی تو نہیں تنہا ثنا خوانِ حضورؐ! — آپ کے لُطف و کرم سے ہے زمانہ آشنا

کِس کے دَر پہ جاؤں آقا آپؐ کا در چھوڑ کر — مَیں ہوا خواہِ وفا، دُنیا وفا نا آشنا

ہے تصوّر میں جمالِ گُنبدِ خضرا ایازؔ!
میری آسودہ نگاہی سے ہے دُنیا آشنا

جادۂ مدینہ ہے اور کارواں اپنا
عزم ہم سفر اپنا، شوق ہم عناں اپنا

رحمتِ دو عالم ہے، فخرِ مرسلاں اپنا
رہبروں کا رہبر ہے میرِ کارواں اپنا

جب سے ارضِ طیبہ کو ہم نے محترم جانا
احترام کرتا ہے تب سے آسماں اپنا

شاید اُس طرف سے وہ سیرِ عرش کو جائیں
راستہ بدلتی ہے روز کہکشاں اپنا

ڈھل گیا حضوری میں کربِ دوریٔ منزل
لے اُڑا ہمیں آخر شوقِ پَر فشاں اپنا

روضۂ محمدؐ پھر روضۂ محمدؐ ہے
خلد کے عوض کیوں دوں گلشنِ جہاں اپنا

مَیں ایاز ہوں اُنؐ کا مَیں غلام ہوں اُنؐ کا
کر لیا دو عالم کو مَیں نے ہم زباں اپنا

○

آپؐ کے نام سے موسوم ہے دیواں میرا
اللہ اللہ یہ شرف خواجۂ گیہاں میرا

رنگ و بُو، لالہ و گُل، سرو و سمن جشنِ بہار
آپؐ میرے ہیں تو ہے سارا گلستاں میرا

آپؐ کا عشق ازل سے ہے مرے دِل میں مقیم
سب پہ ظاہر ہے یہ سرمایۂ پنہاں میرا

آپؐ کی مدح لکھے جاؤں یونہی تا بہ ابد
ساتھ چھوڑے نہ کبھی عُمرِ گریزاں میرا

ہے محیطِ دل و جاں گُنبدِ خضرا کا خیال
کیا بگاڑے گا بھلا وقت کا طوفاں میرا

آخرت کے لئے سامان بہم ہو ہی گیا
بن گئے اشکِ ندامت سر و ساماں میرا

ہے مُطافِ دل و جاں اسمِ گرامی اُنؐ کا
یہی قبلہ، یہی کعبہ، یہی ایماں میرا

اِس سے پہلے کہ کوئی پُرسشِ وحشت ہوتی
چھُپ گیا دامنِ رحمت میں گریباں میرا

اللہ اللہ ایازؔ اُنؐ کی عطا کا عالم
بھر دیا دولتِ کونین سے داماں میرا

اللہ رے فیضِ عام شہِ خوش نگاہ کا — ذرّوں کو رنگ و نور دیا مہر و ماہ کا

اُس کی بلندیوں کی کوئی انتہا نہیں — دربان جبرئیل ہو جس بارگاہ کا

مشّاطگیِ باغِ جہاں آپ ہی سے ہے — "بے شانۂ صبا نہیں طُرّہ گیاہ کا"

مجھ پر بھی ہے نگاہِ کرم شہرِ علم کی — مدحت سراہوں میں بھی شہِ عرش جاہ کا

اذنِ سفر ملے تو چُنوں ایک ایک خار — ہر خار برگِ گُل ہے مدینے کی راہ کا

شہرِ نبیؐ کی آب و ہوا چاہیے مجھے — دارالشّفا وہی ہے مرے اشک و آہ کا

آیا خیالِ گُنبدِ خضرا جہاں ایازؔ
جلووں سے بھر گیا وہیں دامن نگاہ کا

دل کی دھڑکن کا ہم آہنگِ دُعا ہو جانا — بابِ تاثیر کا آغوش کُشا ہو جانا

میرا ایماں ہے حضوری میں ڈھلے گی دُوری — "درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا"

مُجھ کو آتا ہے عذابِ شبِ ہجراں کا عِلاج — یاد کرنا اُنہیں اور نعت سرا ہو جانا

وُہ بُلائیں تو سہی اذنِ سفر تو آئے — توسنِ شوق کو آتا ہے ہوا ہو جانا

مَیں بھی سرکارؐ کے کُوچے کا گدا ہوں یارب — میرے سجدوں کو بھی آجائے ادا ہو جانا

آپ کی سیرتِ اطہر نے سکھایا ہے ہمیں — سر بہ سر بندۂ تسلیم و رضا ہو جانا

تجھ پہ کھُل جائیں گے الفاظ کے اسرار ایاز
ان کے دَر پر ہمہ تن حرفِ دُعا ہو جانا

متاعِ سخن، نقدِ مدحت سلامت — یہ سرمایۂ بیش قیمت سلامت

مدینے کے جلوے مرے منتظر ہیں — مرا جذبِ شوقِ زیارت سلامت

مدینے کی گلیوں میں کھو جاؤں یارب — رہے یہ سماں تا قیامت سلامت

مجھے بھی نشیبِ زمیں سے اُٹھالے — ترے سبز گنبد کی رفعت سلامت

تصوّر میں ہے شہرِ سرکارؐ والا — یہ گہوارۂ نُور و نکہت سلامت

مرے آئینے کی جِلا اللہ اللہ — تمنّائے مہرِ رسالت سلامت

مدد کو مری آئیں گے میرے آقاؐ — مرا جذبۂ استعانت سلامت

ولائے محمّدؐ، ولائے خُدا ہے — اِرادت مُبارک عبادت سلامت

ایازؔ اپنی مدحت وُہ خود سُن رہے ہیں
مُبارک مبارک، سلامت سلامت

○

حریمِ نُور کے آئینہ گر درو دیوار...
نظر فزا ہیں وہ حیرت اثر دَر و دیوار

رہِ حجاز میں حائل نہیں یہ دیواریں
"مقام و راہ"، قیام و سفر، درو دیوار

حضُور خواب میں آئے تھے ایک شب مرے گھر
درُود پڑھتے رہے عُمر بھر دَر و دیوار

مرے خیال کے خلوت کدے میں روشن ہیں
دیارِ نُور کے شام و سحر در و دیوار

وہ خاک بوس ہُوئے مَیں چلا مدینے کو
لگا گئے ہیں مجُھے راہ پر در و دیوار

نگار خانۂ ظلمت کی خیر ہو آقاؐ
بکھر نہ جائیں یہ خلدِ نظر دَر و دیوار

جہاں نگاہ نے جھانکا حریمِ دل میں ایازؔ
وہیں مدینے کے آئے نظر دَر و دیوار

محوِ کرم ہے چشمِ پیمبرؐ کہے بغیر
"ظاہر ہے میرا حال سب اُن پر کہے بغیر"

کہنے کے باوجود جو دُنیا نہ دے سکے
ملتا ہے اُن کے در سے برابر کہے بغیر

مہر و مہ و نجوم ازل سے ہیں کاسہ لیس
جاری ہے اُن کے نُور کا لنگر کہے بغیر

اللہ رے اوج، آپ کی تعظیم کے لئے
جھکتا ہے آسمان زمیں پر کہے بغیر

ملتی ہے بن کہے شہِ لوحؐ و قلم سے بھیک
کھلتا ہے اُنؐ کے لطف کا دفتر کہے بغیر

سرکارؐ کی عطا میں صدا کا گزر نہیں
کر دیتے ہیں گدا کو تونگر کہے بغیر

قادر ایاز صنفِ سخن پر سبھی مگر
بنتی نہیں ہے نعتِ پیمبرؐ کہے بغیر

○

آیا ہُوں آج آپؐ کا دربار دیکھ کر
حیراں ہُوں" اپنی طاقتِ دیدار دیکھ کر"

مَیں سنگِ بے عیار تھا آئینہ بن گیا
اُس شہرِ نُور کے دَر و دیوار دیکھ کر

اللہ رے جمالِ محمّدؐ، فلک فلک
حُور و ملک ہیں نقش بہ دیوار دیکھ کر

اب ڈھونڈتے ہیں نقشِ کفِ پائے مصطفٰےؐ
چلتے تھے جو ستاروں کی رفتار دیکھ کر

گرمِ سفر ہیں لوگ رہِ مستقیم پہ
حسنِ سلوکِ قافلہ سالار دیکھ کر

مَیں اپنے دل کے غارِ حرا میں ہُوں محوِ دید
لوگ آ رہے ہیں روضۂ سرکارؐ دیکھ کر

اچھا ہُوا کہ مقطعِ جاں آگیا ایازؔ
کیا دیکھتے، وہ "مطلعِ انوار دیکھ کر"

اشکوں کی زباں اور ہے لفظوں کی زباں اور
مدحت کے لئے چاہیئے اندازِ بیاں اور

مدحت کا تقاضا ہے کہ اللہ سے مانگو
دل اور، نظر اور، ذہن اور، زباں اور

کیا مدح کرے آدمی ممدوحِ خدا کی
بندے کا بیاں اور ہے اللہ کا بیاں اور

بالا ہے بہت نرخِ غمِ عشقِ محمدؐ
لعل و گہر اے دیدۂ خونابہ فشاں اور

سانسوں میں نہیں آئی ابھی بوئے مدینہ
کچھ دور ابھی قافلۂ عمرِ رواں اور

کعبے میں جھکا سر تو مدینے میں جھکا دل
اللہ کا گھر اور محمدؐ کا مکاں اور

ہوتا ہے ایاز آئینۂ ذہن، مجلّا
مدحت سے نکھرتا ہے مرا حسنِ بیاں اور

کبھی تو ہوں گے مرے رہنما براہِ حجاز
"دُعا قبول ہو یارب کہ عُمرِ خضر دراز"

ہوائے شوق اُڑا لے گئی بہ سُوئے حجاز
نکل گئی دلِ بے پر کی حسرتِ پرواز

مُسافتِ شبِ اسرا ہے آپ کا اعجاز
نشیب فرش پہ کھولے فرازِ عرش کے راز

پہنچ گیا ہُوں سرِ منزلِ غریب نواز
مجُھے نہ روک سکے راہ کے نشیب و فراز

کسی طرح درِ سرکار تک پہنچ جاؤں
پڑا رہوں پھر اسی در پہ مثلِ پا انداز

حضُور دامنِ رحمت میں ڈھانپ لیں مجُھ کو
کہ میری تاک میں ہے وقت کا قدر انداز

جہانِ دولت و ثروت نہیں مجُھے درکار
مَیں ان کے در کا گدا ہُوں بڑا ہے یہ اعزاز

حضُورؐ آپ کے در پر ہو خاتمہ بالخیر
یہی ہے دل کی تمنّا یہی دُعائے ایازؔ

O

شاہدِ کبریا ہیں چارہ ساز
اے غمِ عشق تیری عُمر دراز

ذکرِ معراجِ مصطفیٰؐ کی قسم
عرش تک ہے خیال کی پرواز

اللہ اللہ حریمِ عرش نورد
کوکب و مہر و مہ ہیں پا انداز

آپؐ بستے ہیں میری آنکھوں میں
آپ ہیں بزمِ دل میں جلوہ طراز

آپؐ کے غم پہ جان دیتا ہوں
ہے یہی میری زندگی کا راز

آپؐ محمُود ہیں محمّد ہیں
آپؐ کی مدح ہے متاعِ ایاز

ہمہ تن درد بن گیا ہے ایاز
اِک نظر اے جہاں کے چارہ ساز

آپؐ کی یاد تھی بس آپ کے بیمار کے پاس
کون آتا کسی گرتی ہوئی دیوار کے پاس

غمِ دُنیا، غمِ عقبےٰ، غمِ ہجراں، غمِ دل
میرے ہر دُکھ کی دوا ہے مرے سرکارؐ کے پاس

ایک امیدِ کرم، ایک شفاعت کا یقیں
یہ دو آئینے ہیں بے چہرہ گنہگار کے پاس

فرقتِ سرورِ دیں میں ہیں گہربار آنکھیں
دولتِ درد بہت ہے دلِ نادار کے پاس

آپؐ نے قول و عمل سے یہ سکھایا ہے ہمیں
حسنِ کردار بھی ہو صاحبِ گفتار کے پاس

جگمگائے کبھی میرا بھی مقدر یارب
میں بھی پہنچوں کبھی اُس پیکرِ انوار کے پاس

حسنِ تعبیر بھی ہو جائے گا اک روز عیاں
خوابِ طیبہ ہے ابھی دیدۂ بیدار کے پاس

کوئی اس خواب کی تعبیر بتادے مجھ کو
آگیا گنبدِ خضرا مری دیوار کے پاس

رات دن نُور برستا ہے مدینے میں ایازؔ!
مطلعِ نُور ہے اُس شہرِ ضیا بار کے پاس

دِل سلامت رہے رحمت کی نظر ہونے تک
یہ مکاں بیٹھ نہ جائے کہیں گھر ہونے تک

مُجھ کو آئینہ بنایا ہے مرے آقاؐ نے
سنگ تھا مَیں، نگہِ آئینہ گر ہونے تک

آپؐ سب جانتے ہیں آپؐ سے پنہاں کیا ہے
کیسے گزُری ہے شبِ ہجر، سحر ہونے تک

مُجھ کو آجائے گا مدحت کا سلیقہ آخر
وہؐ چھپا لیں گے مرے عیب، ہُنر ہونے تک

دیکھیں کب موج میں آتا ہے وہ دریائے کرمؐ
"دیکھیں کیا گزرے ہے قطرے پہ گہر ہونے تک"

اب تو ہر سمت وہیؐ وہ ہیں نگاہوں کے حضُور
دل میں پنہاں تھے وہؐ مسجودِ نظر ہونے تک

کہیں محرُوم زیارت ہی نہ رہ جاؤں ایاز
مَر نہ جاؤں کہیں آقاؐ کو خبر ہونے تک

عشقِ رسولؐ ایازؔ! ”خدا سے سوا“ نہ مانگ
جو قابلِ قبول نہ ہو وُہ دُعا نہ مانگ

آقاؐ کی اِک نظر ہی بہت ہے ترے لِئے
اے قلبِ کم عیار! طلب سے سوا نہ مانگ

مِلتا ہے اُن کے دَر سے تو بِن مانگے بے بہا
اے کم سواد! مدحِ نبیؐ کا صِلہ نہ مانگ

موجِ ہوا سے خاکِ مدینہ طلب نہ کر
اے دِل جنابِ خضر سے آبِ بقا نہ مانگ

اُن کا مریض ہے تو کسی چارہ ساز سے
تسکینِ جاں، دوائے دلِ مبتلا نہ مانگ

دربارِ ایزدی میں نہ ہوگی کبھی قبول
نادان! بے وسیلۂ آقاؐ دُعا نہ مانگ

درکار اگر ہے دولتِ تسکینِ دل ایازؔ
کچھ اور جز غمِ شہِ ارض و سما نہ مانگ

○

مصروفِ رنگ و بُو ہے سپاہِ ہوائے گُل
طیبہ کے خار و خس بھی ہیں پرچم کُشائے گُل

مہکا بس ایک گُل کی مہک سے مشامِ جاں
یُوں تو ریاضِ دہر میں کیا کیا نہ آئے گُل

مَیں عندلیبِ گلشنِ خیرؐ الانام ہُوں
صُبحِ بہار سے ہوں بہار آشنائے گُل

دُوری کا کرب لطفِ حضوری میں ڈھل گیا
موجِ ہوائے گُل ہُوئی چہرہ کُشائے گُل

آقاؐ کی یاد خانۂ دل میں ہے عطر بیز
خُوشبو کا راج ہے سرِ خلوت سرائے گُل

نقدِ غمِ حضورؐ متاعِ حیات ہے
گلزارِ شوق میں زرِ گُل ہے بہائے گُل

برسا بہار بن کے سحابِ کرم ایازؔ
پہنی کلی کلی نے معطّر قبائے گُل

تیرا کہنا مان لیں گے اے دلِ دیوانہ ہم
چُوم لیں گے روضۂ سرکار بے تابانہ ہم

ایک دن ہو جائیں گے شمعِ رسالت پر نثار
اس لگن میں جی رہے ہیں صورتِ پروانہ ہم

یہ حقیقت ہے ابھی اُس آستاں سے دور ہیں
اِس حقیقت کو بنا دیں گے ابھی افسانہ ہم

ساقیِ کوثر کا جاں پرور اشارا چاہیئے
پھر چھلکنے ہی نہ دیں گے عُمر کا پیمانہ ہم

جس کے اک جھونکے سے کھِل اُٹھتا ہے گلزارِ حیات
چاہتے ہیں وہ ہوائے کوچۂ جانانہ ہم

ان کے در پر مر کے ملتی ہے حیاتِ جاوداں
موت کے ہاتھوں سے لیں گے زیست کا پروانہ ہم

آپ کا غم حاصلِ عُمرِ گریزاں ہے ایاز!
اُن کے در پر پیش کر دیں گے یہی نذرانہ ہم

پہلے زبانِ شوق سے حمدِ خدا کروں / پھر ابتدائے مدحتِ خیرالورا کروں
یارب مرے سخن کو وہ حسنِ کمال دے / فرضِ ثنا نماز کی صورت ادا کروں
ہر گفتگو کا محور و مرکز حضورؐ ہیں / آئے اُنہیں کا ذکر کوئی تذکرا کروں
چوموں قدم قدم پہ زمینِ حجاز کو / روشن قدم قدم پہ چراغِ وفا کروں
یارائے خامشی ہے نہ توفیقِ گفتگو / عرضِ نیازِ عشق کی تدبیر کیا کروں
ہو جاؤں پہلے خاکِ رہِ منزلِ حجاز / پھر عاجزی سے منتِ موجِ ہوا کروں

طیبہ کی راہ میں ہمہ تن گوش ہوں ایاز
اِذنِ سفر مِلے تو سفر ابتدا کروں

رُوح طیبہ کی فضا میں ہے مرے تن میں نہیں
"کون کہتا ہے مری پرواز گلشن میں نہیں"

آپؐ کے صدقے میں سب کچھ دے دیا اللہ نے
کونسی نعمت مرے بھرپور دامن میں نہیں

ہے محیطِ ہر دو عالم سبز گنبد کی بہار
کونسا منظر مرے آقاؐ کے مسکن میں نہیں

آپؐ کے اوصاف لفظوں میں بیاں کیسے کروں
اتنی گنجائش ابھی توصیف کے فن میں نہیں

گریۂ ہجرِ محمدؐ میں انوکھا لطف ہے
جو مزہ آنکھوں کے جل تھل میں ہے ساون میں نہیں

جس کے پتّوں پر نہ ہو تحریر نامِ مصطفےٰؐ
ایسا کوئی پیڑ میرے گھر کے آنگن میں نہیں

آپؐ کے روضے کی جالی سے جو چھنتی ہے ایاز
وہ تجلّی وقت کے تاریک روزن میں نہیں

درِ آقا پہ شب و روز کی زنجیر نہیں
یہ وہ منزل ہے جہاں وقت عناں گیر نہیں

جالیاں، قصرِ سرِ عرش کے دروازے ہیں
گنبدِ سبز سے اُونچی کوئی تعمیر نہیں

روز آتی ہے عیادت کو نسیمِ طیبہ
کون کہتا ہے مری آہ میں تاثیر نہیں

وہ برابر مری جانب نگراں رہتے ہیں
حادثاتِ متواتر سے میں دل گیر نہیں

للہ الحمد کہ سرکارؐ کی مدحت کے سوا
کچھ مرے نامۂ اعمال میں تحریر نہیں

خانۂ دل میں بجز جلوۂ محبوبِ خدا
کوئی خاکہ کوئی صُورت کوئی تصویر نہیں

سنگِ دیوارِ مصائب سے نہ سر پھوڑ ایازؔ
درِ اقدس پہ پہنچنے کی یہ تدبیر نہیں

یُوں تو ہر اک پھُول میں تھا رنگِ رخسارِ چمن — اک گلابِ ہاشمی ہے صرف شہکارِ چمن

آپؐ کی مرضی جسے چاہیں مدینے میں بُلائیں — یعنی ہر غنچہ نہیں ہوتا سزاوارِ چمن

حلقۂ خوابِ نظر ہے سبز گنبد کا خیال — "سرو ہے باوصفِ آزادی گرفتارِ چمن"

ہے تصوّر میں مدینے کی گُلاب افشاں بہار — میرے دروازے تک آ پہنچی ہے دیوارِ چمن

یارِ غارِ مصطفٰےؐ، فاروقؓ و عثمانؓ و علیؓ — سرِ رنگ و نُور ہے ایک ایک کردارِ چمن

اے بہارِ دینِ فطرت اک نگاہِ گُل طراز — بے زرِ گُل سرد ہے مُدّت سے بازارِ چمن

گلشنِ دیں کے خس و خاشاک چُنتا ہوں ایاز
برگ و گُل کہتے ہیں مجھ کو باربردارِ چمن

جہاں اُن کے نقشِ قدم دیکھتے ہیں
جبینِ مہ و مہر خم دیکھتے ہیں

محمدؐ کی مدحت متاعِ سخن ہے
ہم انوارِ لوح و قلم دیکھتے ہیں

سلامت دمِ آرزوئے محمّد
کہ آبادِ دل کا حرم دیکھتے ہیں

ہم اہلِ نظر ہر نفس لوحِ دل پر
وہ اسمِ گرامی رقم دیکھتے ہیں

ضیا بار ہے دِل میں عشقِ محمّد
فروزاں چراغِ حرم دیکھتے ہیں

درِ مصطفےٰؐ سے سرِ لامکاں تک
دو عالم کے جلوے بہم دیکھتے ہیں

تصوّر میں ہیں یُوں تو جلوے ہی جلوے
مگر وہ تجلّی جو ہم دیکھتے ہیں

کبھی دیکھتے ہیں ایازؔ اُن کی جانب
کبھی دامنِ چشمِ نم دیکھتے ہیں

گردش میں ہے فلک نہ زمیں پیچ و تاب میں
کتنا سکوں ہے شہرِ رسالت مآبؐ میں

طے کر رہا ہوں راہِ مدینہ بہ رخشِ خواب
"نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں"

عشقِ محمدیؐ نے مری رہنمائی کی
کب سے بھٹک رہا تھا جہانِ خراب میں

ضو بار ہیں نقوشِ کفِ پائے مصطفےٰؐ
تاروں میں کہکشاں میں، مہ و آفتاب میں

ذکرِ نبیؐ نہ ہو تو کہیں روشنی نہ ہو
بزمِ خیال میں نہ شبستانِ خواب میں

ہے سرنگوں جلالِ عمرؓ آپؐ کے حضور
خورشید ڈھل رہا ہے رُخِ ماہتاب میں

کیا لکھے مدحِ صاحبِ لوح و قلم ایاز
مدحت کی انتہا ہے خدا کی کتاب میں

شاعر بنا ہوں مدحتِ خیر البشرؐ کو میں
"سمجھا ہوں دل پذیر متاعِ ہنر کو میں"

چشمِ خیال میں ہیں مدینے کے بام و در
دل میں بسا رہا ہوں بہشتِ نظر کو میں

پہنچوں میں اُڑ کے، در پہ بُلائیں اگر حضورؐ
تکلیفِ رہنمائی نہ دوں راہبر کو میں

روزِ ازل، خطِ شبِ اسرا، فرازِ عرش
ترتیب دے رہا ہوں عروجِ بشر کو میں

میری شبِ الم کو سحر کیجیے حضورؐ!
کب سے ترس رہا ہوں نشاطِ سحر کو میں

طیبہ کی راہ، ارضِ مدینہ، درِ رسولؐ
مہمیز کر رہا ہوں مذاقِ سفر کو میں

ہیں میرے چارہ ساز حبیبِؐ خدا ایاز!
کیا دُکھ سناؤں اور کسی چارہ گر کو میں

اَب زمانے سے کوئی شکوۂ بیداد نہیں
اَب سوائے درِ اقدس مجھے کچھ یاد نہیں

اللہ اللہ مدینے کے سفر کا عالم
دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں

عالمِ حرص و ہوا میں غمِ آقاؐ کے سوا
سرخوشی کی کوئی صورت دلِ ناشاد نہیں

جب سے سرکارؐ نے بخشا ہے شعورِ توحید
جُز خُدا کعبۂ دل میں کوئی آباد نہیں

صدمۂ ہجر سے دل محوِ فغاں ہے آقاؐ!
یہ الگ بات کہ لب پر مرے فریاد نہیں

آپ وہ مہرِ مجسم کہ نہ بھولے مجھ کو
ہیں وہ کم بخت جسے رسمِ وفا یاد نہیں

میری رُوداد کا عنوان ہے عشقِ سرکارؐ
جس میں یہ وصف نہیں وہ مری رُوداد نہیں

میرے کردار کی تعمیر کے بانی ہیں حضورؐ
موجۂ آبِ رواں پر مری بنیاد نہیں

لِلّٰہ الحمد! حزیںؔ ہیں میرے استاد ایازؔ
ہائے وہ شخص کہ جس کا کوئی استاد نہیں

ہم جو تمہیدِ ثنا باندھتے ہیں — ایک اُمّی کی عطا باندھتے ہیں
ہم کہاں اور کہاں نعتِ رسولؐ — "ہم بھی اِک اپنی ہوا باندھتے ہیں"
مرحبا حسنِ قدمؐ کی مدحت — روز مضمون نیا باندھتے ہیں
تابِ خورشیدِ رسالت کی قسم — ہم تو سورج کو دِیا باندھتے ہیں
مدحِ آقاؐ میں حریمِ دل کو — خلوتِ غارِ حرا باندھتے ہیں
پرکشش ہوتا ہے طیبہ کا خیال — رختِ جاں سوئے بقا باندھتے ہیں
پاؤں رکھتے ہیں رہِ طیبہ میں — سر پہ دستارِ ہوا باندھتے ہیں
ہم کہ ہیں لطف کشِ عشقِ رسولؐ — دل سے پیمانِ وفا باندھتے ہیں

جوشِ مدحت میں رگِ جاں سے ایازؔ
رشتۂ حرفِ ثنا باندھتے ہیں

شکوہ گزارِ چرخِ ستمگر نہیں ہوں میں
سرکارؐ کا کرم ہے کہ مضطر نہیں ہوں میں

شہرِ جمال تک بھی نہ اُڑ پاؤں تیرے ساتھ
موجِ ہوا! اب ایسا بھی بے پر نہیں ہوں میں

طیبہ کے دشت و راغ بھی جنّت بدوش ہیں
منّت پذیرِ گنبدِ بے در نہیں ہوں میں

صد شکر میں گدائے شہِ مشرقین ہوں
دارا و کیقباد و سکندر نہیں ہوں میں

مُجھ کو درِ حضورؐ سے دُوری کا رنج ہے
آلامِ روزگار کا خوگر نہیں ہوں میں

مُجھ سے گریز پا ہیں زمانے کی ٹھوکریں
آقاؐ! کسی کی راہ کا پتھر نہیں ہوں میں

مال و متاعِ عشقِ محمدؐ ہے میرے پاس
یہ کس نے کہہ دیا کہ تونگر نہیں ہوں میں

روشن ہے نُورِ عشقِ محمدؐ سے میرا دل
پامالِ جلوۂ مہ و اختر نہیں ہوں میں

آقاؐ کے در پہ ہے سرِ تسلیم خم ایاز
اللہ جانتا ہے کہ خودسر نہیں ہوں میں

آپؐ آئے، نفرتیں سر در گریباں ہو گئیں — بزمِ جاں میں پیار کی شمعیں فروزاں ہو گئیں
آپ کی کملی سے پھوٹی ایک لاہوتی کرن — ہر طرف انوار کی پریاں پَر افشاں ہو گئیں
اللہ اللہ آپ کے نقشِ قدم کی برکتیں — سجدہ گاہِ قدسیاں یثرب کی گلیاں ہو گئیں
جنتِ تخییل میں گویا دبستاں کھل گیا — مَیں ہُوا مدحت سرا، حوریں ثنا خواں ہو گئیں
میرا کیا بگڑا، کہ ہُوں آسودۂ عشقِ رسولؐ — گردشیں مُجھ سے اُلجھ کر خود پریشاں ہو گئیں
پھر مدینے کو گئے حُجّاج، مَیں پھر رہ گیا — حسرتیں پھر حلقہ ہائے دامِ ہجراں ہو گئیں

کیا دُعا مانگیں ایازؔ اب جالیوں کو چُوم کر
"یاد تھیں جتنی دُعائیں صرفِ درباں ہو گئیں"

خداوندا! کچھ ایسا منظرِ شہرِ تمنّا ہو ... نگاہیں جس طرف اٹھّیں مدینہ ہی مدینہ ہو
غمِ سرکار اب اشکوں میں ڈھل جائے تو اچھّا ہو ... ایازؔ! آنکھیں برس جائیں تو دل کا بوجھ ہلکا ہو
نگاہِ شوق، خاطر جمع رہنا ہے بہر عالم ... نہ جانے گنبدِ خضرا کے جلووں کی ادا کیا ہو
محمّدؐ کا وسیلہ حشر میں بخشش کا ضامن ہے ... محمّدؐ سے شفاعت اور خدا سے مغفرت چاہو
الٰہی یوں مرا شوقِ سفر انجام کو پہنچے ... مرا رستہ حرم ٹھہرے مری منزل مدینہ ہو
غمِ دُوری نے ہونٹوں پر لگا دی مُہرِ خاموشی ... حضوری کا شرف بخشیں تو یہ خاموش گویا ہو

زمینِ پست کو آقاؐ فرازِ آسماں کیجے
"ایازِ فرش مسند" پر نگاہِ عرش پیما ہو

○

آئینہ کر دیا مرے آقاؐ نے خشت کو
کیا خوب آب و تاب ملی روئے زشت کو

جاتا ہوں شہرِ "بندۂ مولا سرشت" کو
رضوان اپنے پاس رکھ اپنی بہشت کو

آنکھوں میں بس رہا ہے مرے روضۂ رسولؐ
ایسے میں کیا کروں گا میں لیکر بہشت کو

مَیں شاہدِ خدا کا ازل سے ہوں مدح خواں
مجھ سے خدائی بَیر ہے اہلِ کُنشت کو

لکھی ہے مدحتِ شہِؐ لوح و قلم ایازؔ
مَیں کیوں نہ چُوم لُوں قلمِ سرنوشت کو

دولتِ خاکِ مدینہ کی قسم ہے ہم کو
ہوسِ زر نہ سرِ جاہ و حشم ہے ہم کو

سوئے طیبہ لئے جاتی ہے حضوری کی لگن
"جادۂ رہ، کششِ کافِ کرم ہے ہم کو"

غمِ سرکارؐ پہ کونین کی خوشیاں قرباں
غمِ ہستی نہ کوئی فکرِ عدم ہے ہم کو

مُنہ سے جز مدح کوئی حرف نکلتا ہی نہیں
کس قدر عشقِ شہنشاہِ اُمم ہے ہم کو

دم بہ دم وصفِ شہؐ لوح و قلم ہے جاری
ہر نفس "خامۂ الہام رقم" ہے ہم کو

ہے محیطِ دو جہاں ایک نگاہِ سرکارؐ
بزمِ کونین کا ہر رنگ بہم ہے ہم کو

مدحِ سرکارؐ ہی بخشش کا وسیلہ ہے ایازؔ
لِلّٰہِ الحمد! یہ توفیق بہم ہے ہم کو

○

مدینہ میری منزل ہے تو فکرِ کارواں کیوں ہو
غمِ آقا میسر ہے تو اندوہِ جہاں کیوں ہو

خدا کے واسطے سرکارؐ اپنے در پہ بلوا لو
"کہ جب دل میں تمہیں تم ہو تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو"

مجھے سودائے مدحت میں منافع ہی منافع ہے
یہ سرمایہ دوامی ہے مجھے فکرِ زیاں کیوں ہو

اگر ہم اُس شہِؐ ارض و سما کی راہ اپنا لیں
زمیں بے مہر کیوں ٹھہرے فلک نامہرباں کیوں ہو

مجھے توصیفِ شہرِ علم کی توفیق دے یا رب
ثنا کے باب میں حائل مرا عجزِ بیاں کیوں ہو

مسیحائے دو عالم ہی سنیں گے دردِ دل میرا
گراں گوشوں کی محفل میں غمِ پنہاں عیاں کیوں ہو

تصور میں جمالِ گنبدِ خضرا ہے اور میں ہوں
ایاز اِس خلدِ نظارہ میں فکرِ این و آں کیوں ہو

ذکرِ نبیؐ سے محفل و محفل ہے آئینہ
روشن ہے ذہن و ذہن دل و دل ہے آئینہ

ہر زاویے سے آپؐ ہی ہیں مرکزِ نظر
"طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئینہ"

اُن کی نگاہ میں ہے ہر اک دل کی التجا
سنگِ درِ نبیؐ پہ ہر اک دل ہے آئینہ

دل میں ازل کے دن سے ہے اُلفت حضورؐ کی
اس سنگ کی سرشت میں شامل ہے آئینہ

تنویرِ آفتابِ رسالت کا فیض ہے
روشن ہے کہکشاں مہِ کامل ہے آئینہ

اِک جنبشِ نگاہ کا طالب ہے دل حضورؐ!
اک عکسِ لازوال کا سائل ہے آئینہ

جامِ جہاں نُما سے مجھے کیا غرض ایازؔ
مدّاحِ مُصطفےٰ ہُوں مرا دل ہے آئینہ

ہر دم لبوں پہ نعت و مُناجات چاہیئے
محرابِ دل میں نُور کی برسات چاہیئے

وردِ زباں ہو مصحفِ ناطق کا ذکرِ خیر
عینِ حدیثِ پاک ہر اک بات چاہیئے

راتیں بسر ہوں گنبدِ خضرا کے سائے میں
پُر نور ساعتوں کی مُناجات چاہیئے

جی اُٹھیں گی ابھی مری مرحوم خواہشیں
بس اک نگاہِ قبلۂ حاجات چاہیئے

ایک ایک سانس مستِ مئے ذات چاہیئے
"اک گونہ بے خودی مجھے دن رات چاہیئے"

اب آپ ہی کی مدح میں گزرے یہ باقی عمر
"ہاں کچھ نہ کچھ تلافیِ مافات چاہیئے"

خلدِ مدینہ، گنبدِ خضرا، گُلِ مراد
"ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیئے"

شوقِ طوافِ کعبہ و سیرِ دیارِ پاک
"تقریب کچھ تو بہرِ مُلاقات چاہیئے"

ہنگامِ مدح جانبِ طیبہ ہو دل ایاز
"رُو سوئے قبلہ وقتِ مناجات چاہیئے"

مَیں اور انؐ کی مدح، مری کیا مجال ہے
یہ سب سُخن طرازِ ازل کا کمال ہے

ناقابلِ بیاں دلِ مضطر کا حال ہے
سرکار اِک نگاہِ کرم کا سوال ہے

اے فخرِ خضر و نازِ مسیحا ترے بغیر
بیمارِ اِنتظار کا بچنا محال ہے

سیّارۂ زمیں ہو کہ مہر و مہ و نجوم
ہر آئینے میں نُورِ ازل کا جمال ہے

میری طلب کی حد نہ تری دین کا حساب
میرا سوال تیرا کرم لازوال ہے

طائف میں زخم کھا کے بھی تو نے دُعائیں دیں
تو عفو و در گُزر کی درخشاں مثال ہے

اٹھتی نہیں کسی کی نظر آپؐ کے حضُور
اِک میں ہی کیا ایازؔ سبھی کا یہ حال ہے

میری آنکھوں میں جمالِ اُسوۂ سرکارؐ ہے
مُجھ پہ آساں زیست کی ہر منزلِ دشوار ہے

آپؐ نے دُنیا پہ کھولے بابِ عرش و فرش کے
آپؐ کی ہر جنبشِ لب کاشفِ اسرار ہے

آپؐ کے غم نے غمِ دوراں سے بخشی ہے نجات
میرے آقاؐ آپؐ کا غم ہی مرا غمخوار ہے

مجلسِ یاراں میں جانے کے بھی کچھ آداب ہیں
آپؐ کا دربار تو پھر آپؐ کا دربار ہے

ان کی مدحت کے بنا عرضِ ہُنر کچھ بھی نہیں
حرف ساکت، لفظ بے معنیٰ، سخن بیکار ہے

مَیں اُسی ذاتِ گرامی کا علمبردار ہُوں
"جس کے جلوے سے زمین و آسماں سرشار ہے"

کاش میں بھی جا بسوں اُس جنّتِ پُر نُور میں
جس زمیں کا ذرّہ ذرّہ مطلعِ انوار ہے

عرش والے جانتے ہیں میری قدر و منزلت
میرے سر پر مدحتِ سرکار کی دستار ہے

مَیں مدینے کا مُسافر ہُوں مری خاطر ایازؔ
بابِ رحمت کی طرح رستے کی ہر دیوار ہے

وہ مُنہ سے بُری بات نکلنے نہیں دیتے
قدموں کو غلط راہ پہ چلنے نہیں دیتے

جو اُن کے شناور ہیں اترتے ہیں وہی پار
طوفاں تو سفینے کو سنبھلنے نہیں دیتے

ہاں وقت پہ بھی اُن کا تصرف ہے یقیناً
چاہیں تو گھڑی قُرب کی ٹلنے نہیں دیتے

یہ آپؐ کا مشرق پہ ازل ہی سے کرم ہے
مغرب سے وہ سُورج کو نکلنے نہیں دیتے

جس گھر میں ہو ذکر آپؐ کا، انوارِ الٰہی!
ظلمت میں در و بام کو ڈھلنے نہیں دیتے

سادہ ہیں اصُول آپؐ کے ایسے کہ مرے پاؤں
باہر کبھی چادر سے نکلنے نہیں دیتے

وہ شافعِ محشر ہیں ایاز ان کا کرم ہے
دوزخ میں گنہگار کو جلنے نہیں دیتے

جو کچھ ملا حضورؐ کے در سے ملا مجھے
سرکار نے طلب سے زیادہ دیا مجھے

فکرِ سزا نہ خدشۂ روزِ جزا مجھے
بابِ نجات ہے درِ خیر الوریٰ مجھے

عقل و شعور، فہم و ذکا، ہوش و آگہی
درگاہِ شہرِ علم سے کیا کیا ملا مجھے

جانے کہاں کہاں لیے پھرتا نیازِ عشق
قسمت سے مل گیا ہے درِ مصطفےٰ مجھے

میں ڈگمگا رہا تھا سرِ جادۂ حیات
اُن کے عصائے غم نے سہارا دیا مجھے

یارب مجھے عطا ہوں مدینے کے روز و شب
”صبحِ وطن ہے خندۂ دنداں نما مجھے“

سب جان و مال آپ اور اللہ پر نثار
صدّیقؓ سے ملا ہے یہ درسِ وفا مجھے

اک آپؐ اور چار رفیقانؓ ذی وقار
یہ پنجتن ہیں باعثِ قربِ خدا مجھے

کیا نسبتِ علا ہے کہ کہتے ہیں سب ایازؔ!
اُس بادشاہِ ہر دو سرا کا گدا مجھے

○

آقاؐ کی بارگاہ میں دل باریاب ہے
یہ وہ خیال ہے جو ہم آہنگِ خواب ہے

کیا کہیے اُس چمن کی بہار آفرینیاں
ہر خار جس چمن کا مَن ہے گُلاب ہے

صد رشکِ آسماں ہے مدینے کی سرزمیں
ہر ذرّہ اپنی ذات میں اک آفتاب ہے

سرکارؐ کے فقیر کو دینے چلا ہے بھیک
یہ آج کس ہوا میں جہانِ خراب ہے

اب اس سے بڑھ کے ہے کوئی معراجِ انتخاب
اللہ کا شاہکار مرا اِنتخاب ہے

آقاؐ! ابھی پیامِ حضوری نہیں ملا
اوجھل ابھی نگاہ سے تعبیرِ خواب ہے

دل میں کدورتوں کے اندھیروں کا کیا گزر
اس آئینے میں عشقِ محمدؐ کی آب ہے

عشقِ رسولؐ، یادِ خدا، شوقِ بندگی
ہر امتحانِ زیست میں دل کامیاب ہے

اللہ کا کلام ہے آقاؐ کا ہر سخن
ماخذ ہر ایک علم کا اُمّ الکتاب ہے

قرآں جہاں خموش ہے سُنّت ہے لب کُشا
آموزگارِ دیں کا مکمّل نصاب ہے

مُجھ کو ایازؔ ڈر نہیں روزِ حساب کا
لُطفِ شفیعِ روزِ جزا بے حساب ہے

کیمیا کر دیا مدحت کی کٹھالی نے مجھے
دو جہاں دے دیئے کونین کے والی نے مجھے

محوِ پرواز رہا گنبدِ خضرا کا خیال
"عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے"

میں نے جس جلوۂ بیدار کی خواہش کی تھی
دے دیا روضۂ سرکارؐ کی جالی نے مجھے

شہرِ سرکارؐ میں سورج نے توانائی دی
خوانِ انوار دیا چاند کی تھالی نے مجھے

کھِل اُٹھے گلشنِ تخئیل میں نعتوں کے گلاب
گل و گلزار کیا ذہن کے مالی نے مجھے

بابِ مدحت میں مرا ذوقِ غزل کام آیا
پُختہ افکار کیا خام خیالی نے مجھے

بخش دی دولتِ کونین ایاز! آقاؐ نے
بے بہا کر دیا اِک اشکِ سوالی نے مجھے

مکتبِ جاں ہیں کہ شہرِ علم کی محفل میں ہے ۔۔۔ کیا خبر دل آگہی کی کونسی منزل میں ہے

مجھ کو حاصل ہے ازل ہی سے غلامی کا شرف ۔۔۔ اُلفتِ سرکارؐ ازل ہی سے حریمِ دل میں ہے

ہے ازل سے تا ابد نورِ خدا کا سلسلہ ۔۔۔ میرے ماضی کا تجمل حال و مستقبل میں ہے

آپ نے بخشا ہے ادراکِ صراطِ مستقیم ۔۔۔ راہ کا ہر خم نگاہِ رہبرِ کامل میں ہے

کالی کملی کے تصور تک ہے میری دسترس ۔۔۔ یہ اُجالا مزرعِ تدبیر کے حاصل میں ہے

آج بھی آقاؐ! دعائے فتح و نصرت چاہیئے ۔۔۔ آج بھی اسلام جنگاہِ حق و باطل میں ہے

آسماں بھی جس کی عظمت کا ثناخواں ہے ایازؔ
اِک مقام ایسا بھی اس دُنیائے آب و گل میں ہے

منزل کی جستجو میں جدھر سے نظر گئی
سنگِ درِ رسولؐ پہ جا کر ٹھہر گئی

طیبہ، سلام لے کے نسیمِ سحر گئی
میری دعائے نیم شبی کام کر گئی

معراجِ مصطفےٰ کا جو آیا کبھی خیال
بے اختیار میری نظر عرش پر گئی

چھیڑا صبا نے گنبدِ خضرا کا تذکرہ
جھولی نظر کی نور کے پھولوں سے بھر گئی

اللہ رے ناخدائے دو عالم کی موجِ لطف
غم کے بھنور سے کشتیِ جاں پار اتر گئی

میں خوش نصیب دامنِ رحمت میں آگیا
بگڑا زمانہ مجھ سے تو قسمت سنور گئی

دربارِ مصطفےٰ ہے ادب گاہِ عقل و ہوش
دیوانگیِ دل ب مجھے ہشیار کر گئی

مدحِ جہاں کجا و کجا مدحتِ رسولؐ
اوروں کے عیب اپنے ہنر پر نظر گئی

جب تیرہ ساعتوں میں پکارا انہیں ایازؔ
اک موجِ رنگ و نور فضا میں بکھر گئی

راہِ طلب میں اُن کا وسیلہ اگر ملے ۔۔۔ بابِ قبول وا ہو دُعا کو اثر ملے

محوِ طوافِ روضۂ اقدس رہوں مدام ۔۔۔ آقا! یہ لطفِ خاص مجھے عُمر بھر ملے

رحمت ہیں آپؐ سارے جہانوں کے واسطے ۔۔۔ ہم کو بشر کی شکل میں خیر البشرؐ ملے

اللہ رے شوقِ دید ، مدینے کی راہ میں ۔۔۔ میری ہی طرح مجھ کو جنابِ خضرؑ ملے

سرکارؐ پر ہے ختمِ رسالت کا سلسلہ ۔۔۔ ہم کو خُدا کے آخری پیغامبر ملے

دُنیائے ہست و بُود میں پہنچا جہاں خیال ۔۔۔ سرکارؐ کے نقوشِ قدم جلوہ گر ملے

خوش وقت ہیں مدینے کے شام و سحر ایاز
خُوش بخت ہیں وہ جن کو یہ شام و سحر ملے

جب نسیمِ سحر نہیں آتی — خلدِ جاں کی خبر نہیں آتی
بے خبر! بے وسیلۂ سرکارؐ — کوئی اُمّید بر نہیں آتی
طائرِ طیبہ ہُوں، مِرے نزدیک — حسرتِ بال و پر نہیں آتی
اُنکیؐ مدحت کا ہے شرف حاصل — کیا ہے گر بات کر نہیں آتی
اُنکیؐ مِدحت بغیر شعروں میں — آب و تابِ ہُنر نہیں آتی
دل گزرگاہِ بادِ طیبہ ہے — صرصرِ غم اِدھر نہیں آتی
جوہرِ آئنہ ہے عشقِ رسولؐ — یہ صِفت بے نظر نہیں آتی

دل مدینے میں کھو گیا ہے ایازؔ
کوئی اُس کی خبر نہیں آتی

مِدحت کے باب میں جو قصیدے رقم ہُوئے
مدّاح کی نجات کے ساماں بہم ہُوئے

ظاہر ہُوئے حضورؐ تو بُت کالعدم ہُوئے
جلوہ نمائے حق در و بام حرم ہُوئے

آقاؐ مِلے تو رُوح کو تسکین مِل گئی
اُن کے کرم سے محو جہاں کے ستم ہُوئے

سرکارؐ کی نگاہِ کرم ہے کہ میرے غم
جتنے زیادہ ہو گئے اتنے ہی کم ہُوئے

قدموں میں بچھ رہے تھے مہ و نجم و کہکشاں
جب عرش پر روانہ شہؐ ذی حشم ہُوئے

اللہ کا کرم ہے کہ اِس دور میں ایازؔ
ہم مدح خوانِ صاحبِ لوح و قلم ہُوئے

جب کوئی شخص گرفتارِ بلا ہوتا ہے — آپؐ کے نام کی برکت سے رہا ہوتا ہے
یاد کرتا ہوں خدا کو بہ طفیلِ سرکارؐ — یہ وہ سجدہ ہے جو اُس در پہ ادا ہوتا ہے
وہ چھپا لیتے ہیں کملی کے تصوّر میں مجھے — جب غمِ ہجر مرے دل میں سوا ہوتا ہے
اللہ اللہ! مدینے کی کشش کا عالم — شوقِ دل ہمسفرِ موجِ صبا ہوتا ہے
ہجرِ سرکار میں اے دیدۂ نم کھل کے برس — ایک دو اشک کی برسات سے کیا ہوتا ہے
مجھ کو مل جاتا ہے بن مانگے ہی اُن کے در سے — خامشی میں بھی اِک اندازِ صدا ہوتا ہے

مدحتِ صاحبِ معراج مبارک ہو ایازؔ
طائرِ ذہنِ رسا بال کشا ہوتا ہے

جب نعتِ نبیؐ صورتِ اظہار میں آئے
دریا کی روانی مری گفتار میں آوے

وہ لُطف کہاں اور کسی صنفِ سخن میں
جو لُطف مجھے مدحتِ سرکارؐ میں آوے

سُن لے مرے مُنہ سے جو کبھی نعتِ محمدؐ
"طوطی کی طرح آئینہ گفتار میں آوے"

طیبہ کے مناظر ہوں کہ بطحا کے نظارے
ہر خوابِ حسیں دیدۂ بیدار میں آوے

انعامِ شہؐ لوح و قلم ہے وہ یقیناً
مدحت کا جو مضموں مرے اشعار میں آوے

مل جائے اگر نقشِ کفِ پائے محمدؐ
کونین کی دولت کفِ نادار میں آوے

بنتا ہے ایازؔ اشک وہی گوہرِ شہوار
جو نوکِ مژہ پر غمِ سرکارؐ میں آوے

○

ہے ابھی دُور درِ خواجۂ گیہاں مجھ سے
سنگِ دوراں ہے ابھی سلسلہ جنباں مجھ سے

مَیں کھِلاتا ہُوں سرِ شاخِ سخن نعت کے پھُول
پیار کرتے ہیں دو عالم کے سُخنداں مجھ سے

مَیں نے لکھی جو ثنائے گُلِ فردوسِ حجاز
نکہت و رنگ کا طالب ہُوا رضواں مجھ سے

مدحِ سرکارؐ ہو یا حمدِ خدائے غفّار
آ کے ملتی ہے گلے رحمتِ یزداں مجھ سے

آپؐ کی چشمِ عنایت سے زمانے کے ستم
صُورتِ عمر گریزاں ہیں گریزاں مجھ سے

جب سے باندھا ہے مدینے کیلئے رختِ سفر
ہیں غمِ زیست سے خائف، غمِ دوراں مجھ سے

پھر ادھر ایک نظر اے شہِ اقلیمِ سحر
شبِ تاریک ہے پھر دست و گریباں مجھ سے

میرا ایمان ہے توحید و رسالت پہ ایازؔ
ظلمتِ کفر و ضلالت ہے گریزاں مجھ سے

یہ آگہی مرے ایمان کی علامت ہے
کہ وجہِ چشمِ کرم، گریۂ ندامت ہے

خیالِ گنبدِ خضرا سے ذہن ہے روشن
کہ میری مدح کا عنواں وہ سروِ قامت ہے

بہ صد نیاز صف آرا ہیں انبیائے کرام
نمازِ عشق ہے اور آپ کی امامت ہے

خیالِ رحمتِ کونین کے حصار میں ہوں
نہ فکرِ دہر نہ اندیشۂ قیامت ہے

ہے لفظ لفظ سے پیدا صدائے صلِّ علےٰ
ثنائے خواجہ دل و ذہن کی کرامت ہے

تڑپ تڑپ کے گزرتے ہیں میرے شام و سحر
الٰہی! عالمِ ہجرِ نبیؐ قیامت ہے

ابھی میں اُن کی زیارت سے نا امید نہیں
ابھی ایازؔ مرا جذبِ دل سلامت ہے

○

حدیثِ بعثتِ سردارِ انبیا کہیے
نزولِ رحمتِ یزداں کا سلسلہ کہیے

امینؐ و صادق و یٰسینؐ و مصطفےٰؐ کہیے
خدا سے پوچھیے نورِ خدا کو کیا کہیے

ہر اک سخن میں ہے ان کے جمالِ وحیِ خدا
نبیؐ کو آئینۂ ذاتِ کبریا کہیے

بہارِ عالمِ امکاں انہیںؐ کے دم سے ہے
درود و صلِّ علےٰ ان پہ برملا کہیے

سمیٹتے ہیں اگر عفو و درگزر کے گہر
زبانِ اشکِ ندامت سے مدّعا کہیے

فضائے قلب و نظر میں ہے بارشِ انوار
خیالِ گنبدِ خضرا کو مرحبا کہیے

مرے خیال کا مرکز مرے سخن کا مدار
وہ سنگِ در جسے رحمت کا آئینہ کہیے

فسوں طرازِ فضا ہیں بتانِ حرص و ہوا
ایازؔ حمدِ خدا، مدحِ مصطفےٰؐ کہیے

مظلُوم اُن کے سائے میں بیباک ہو گئے
صدیوں کے پردہ ہائے ستم چاک ہو گئے

پھیلی رُخِ حضُورؐ سے ایماں کی روشنی
ناپید زُلفِ کُفر کے پیچاک ہو گئے

استادِ لم یزال کا فیضان ہے کہ ہم
مدحت نگارِ صاحبِؐ لولاک ہو گئے

موجِ نگاہِ لُطف نے ہر داغ دھو دیا
ذہن و دل و نگاہ و زباں پاک ہو گئے

معراجِ مصطفےٰؐ کا یہ فیضانِ عام ہے
اہلِ زمیں پہ وا درِ افلاک ہو گئے

یادِ رسُولؐ سے مری دُنیا بدل گئی
آلامِ روزگار طربناک ہو گئے

عینِ طرب ہے گریۂ ہجرِ نبیؐ ایازؔ
آنسو رفوگرِ دلِ صد چاک ہو گئے

دُنیا کے غم کو عشرتِ عقبیٰ کرے کوئی
یُوں اتباعِ اُسوۂ آقا کرے کوئی

الفاظ کا شعُور نہ اظہار پہ عبُور
کِس طرح مدحتِ شہِ والا کرے کوئی

آجائے گی خیال میں پروازِ جبرئیل
مدحِ مُسافرِ شبِ اسرا کرے کوئی

سر سے گزر نہ جائے کہیں سیلِ تیرگی
ذکرِ جمالِ گنبدِ خضرےٰ کرے کوئی

دِل میں بسا ہُوا ہے خیالِ رسُولِ پاکؐ
اِس آئینے کا عکس تماشا کرے کوئی

درکار ہے جو قلب و نظر کا سرُور و نُور
طیبہ کے بام و دَر کا نظارا کرے کوئی

آنسو بہت عزیز ہیں سرکارؐ کو ایاز
کا ہے کو لب کشائیِ بے جا کرے کوئی

○

مدحِ نُورِ خُدا کرے کوئی
حمدِ ربِّ عُلےٰ کرے کوئی

خیر درکار ہے زمانے کو
ذکرِ خیرالوریٰ کرے کوئی

رہا جاتا ہوں راہِ طیبہ میں
مجھ کو منزل رسا کرے کوئی

کوئی محدود طورِ سینا تک
سیرِ عرشِ عُلےٰ کرے کوئی

شور برپا ہے ظلمتِ شب کا
ذکرِ بدرالدُّجےٰ کرے کوئی

دِل پہ لکھے مِرے حضُور کا نام
سنگ کو آئینہ کرے کوئی

وہ بُلالیں مجھے حضُوری میں
میرے حق میں دُعا کرے کوئی

مَیں ثنا خوانِ مصطفےٰؐ ہُوں ایازؔ
مدحِ شاہاں کیا کرے کوئی

زمانہ فکر کرے کیف کیا ہے کم کیا ہے
"غلامِ ساقیِ کوثر ہوں مجھ کو غم کیا ہے"

میں کاسہ لیسِ شہنشاہِ ہر دو عالم ہوں
مری نگاہ میں توقیرِ جامِ جم کیا ہے

منارِ جود و سخا بن گئے ہیں جس کے غلام
نہ پوچھیے وہ شہِ بخشش و کرم کیا ہے

خلوصِ عشق ہے خاموش نغمہ پردازی
ثنا کے باب میں لفظوں کا زیر و بم کیا ہے

چلے ہیں سوئے مدینہ مسافرانِ کرام
تو فاصلے کے لئے فکرِ بیش و کم کیا ہے

بتا دیا ہے حبیبِ خدائے یکتا نے
کہ امتیازِ صنم خانہ و حرم کیا ہے

میں غیب دانِ دو عالم کا مدح خواں ہوں ایاز
مجھے خبر ہے پسِ پردۂ عدم کیا ہے

کلیاں وہاں کھلیں گی دلِ داغ دار کی
طیبہ میں ہم بھی دیکھیں گے صُورت بہار کی

آئی ہے ہو کے روضۂ اطہر سے با یقیں
رفتار کہہ رہی ہے نسیم بہار کی

ہوتی ہے مجھ پہ بارشِ انوار کبریا
کرتا ہُوں جب ثنا شۂ ذوالاقتدار کی

خُوشیاں تو بے شمار عطا کیں حضورؐ نے
عادت سی پڑ گئی ہے غمِ روزگار کی

اے رہ نوردِ عرش بہت دیر ہو گئی
چھوٹی سی التجا تھی دلِ خاکسار کی

آیا ہی چاہتا ہے بلاوا حجاز سے
ہے آخری دموں پہ گھڑی انتظار کی

وہ در خورِ بہارِ مدینہ نہیں ایاز
جس نے قبائے ہوش و خرد تار تار کی

یہ حسرت ہے کہ اُنکے روضۂ اقدس پہ دم نکلے
بایں انداز میرے کاکُلِ ہستی کا خم نکلے

تصوّر میں درِ آقاؐ پہ جا کر لَوٹ آیا ہُوں
"بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے"

محمدؐ آئے ایمان و یقیں کی روشنی لیکر
دِلوں سے وہم نکلے جیسے کعبے سے صنم نکلے

مدینے کا سفر، دہلیزِ حضرتؐ، گنبدِ خضرا
خُوشی کے کتنے دروازے پسِ دیوارِ غم نکلے

سرِ دُوری بھی اکرامِ حضُوری کارفرما ہے
ستم کے حبس میں رہ کر بھی آنسو تازہ دم نکلے

مری گردِ سفر کو بھی نہ پہنچے راہِ طیبہ میں
بہت میرے تعاقب میں زمانے کے ستم نکلے

ایازؔ اپنی ثناخوانی یہاں بھی محترم ٹھہری
سرِ محشر بھی آقاؐ کے ثناخواں محترم نکلے

○

خلدِ نظر ہے گنبدِ خضرا کہیں جسے
اِک شہرِ نُور ہے کہ مدینہ کہیں جسے

سجدہ گہِ ملائک و انساں ہے حشر تک
طیبہ کی سرزمیں کہ مُصلّےٰ کہیں جسے

اُنؐ کے کرم سے ابرِ گہر بار بن گیا
اِک مشت خاک رزقِ زمیں کا کہیں جسے

انوار اُتر رہے ہیں مرے قلب و رُوح میں
ہونٹوں پہ ہے وہ نام کہ یکتا کہیں جسے

قائم اُسی کے دم سے ہے دُنیائے رنگ و بُو
باغِ الست کا گُلِ رعنا کہیں جسے

آئینے کو بھی تاب نہیں عکسِ نُور کی
"ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہیں جسے"

روشن ترے نقوشِ قدم سے ہے کہکشاں
گردِ مسافتِ شبِ اسرا کہیں جسے

ابرِ کرم برس کہ گلستانِ دہر میں
وہ خاک اُڑ رہی ہے کہ صحرا کہیں جسے

وہ موج دے کہ وقت کے صحرا پہ ہو محیط
وہ سوز دے کہ سازِ تمنا کہیں جسے

صلِّ علیٰ کی گُونج ہے ایک ایک حرف میں
مدحِ خموش ہے لبِ گویا کہیں جسے

محبُوبِ کبریا کے سوا کون ہے ایاز
اِس دَورِ کم سواد میں اپنا کہیں جسے

○

مَیں مہر بہ لب ہُوں مرا دل نعت سرا ہے
مدحت کا یہ انداز زمانے سے جُدا ہے

روشن غمِ آقاؐ سے مرے دل کا دِیا ہے
کیا غم جو تعاقب میں قیامت کی ہوا ہے

لُٹنے کا کوئی ڈر نہ بھٹکنے کا کوئی خوف
طیبہ کے مُسافر کا خُدا راہنما ہے

مَیں مدح سرا ہوں شہِ لولاک لما کا
اِس باب میں حاصل مُجھے تائیدِ خدا ہے

ہے قافلۂ شوق رواں سُوئے مدینہ
اَب دل کی صدا میرے لبّیکؐ درا ہے

ہے سایہ فگن مُجھ پہ قیامت کی کڑی دُھوپ
اللہ رے کیا لُطفِ شفیعؐ ورا ہے

تہذیبِ نظر، جلوتِ دل، روشنیٔ ذہن
جو کُچھ ہے مرے پاس ایازؔ اُنؐ کی عطا ہے

تسبیح پڑھ رہا ہوں صفاتِ حضورؐ کی — تالیف کر رہا ہوں دلِ ناصبور کی
لکھی جو فرطِ شوق میں مدحت کی — تطہیر ہو گئی مرے قلب و شعور کی
آئی گھڑی جمالِ خدا کے ظہورؐ کی — بارش ہوئی چہار طرف رنگ و نور کی
مجھ کو حریمِ قدس میں بلوا رہے ہیں آپؐ — "اُڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی"
آتے ہیں سر جھکائے ہوئے خسروانِ دہر — کیا قدر و منزلت ہے دیارِ حضورؐ کی
ہر قریہ ظہور میں ہے دین کا فروغ — ہر سمت روشنی ہے محمدؐ کے نور کی

یاد آ گئی جمالِ ازل کی جھلک ایاز
اُبھری سرِ شعور کرن لاشعور کی

مدّاحِ محمّد ہُوں یہ اکرام بہت ہے
اِس نام کی نسبت سے مِرا نام بہت ہے

اُس دَر پہ رسائی تو بڑی بات ہے اے دل
میرے لئے سرکار کا پیغام بہت ہے

سرکار کی مدحت میں گُزرتے ہیں شب و روز
روشن مِرا آئینۂ ایّام بہت ہے

دُوری میں بھی اِک طُرفہ مزا ہے مجھے حاصل
میرا دلِ ناکام بھی خوش کام بہت ہے

دامانِ شفاعت میں چھُپانا سرِ محشر
آقا! مجھے اندیشۂ انجام بہت ہے

آتا ہے سرِ عرش سے مدحت کا خزینہ
دامن میں مِرے دولتِ الہام بہت ہے

ہاں باعثِ دُوری ہے ایازؔ اُس کے سوا کیا
ہاں ذوقِ حضوری ہی مرا خام بہت ہے

زُلالِ اشکِ رواں ہے دلِ تپاں کے لیے
غمِ رسُولؐ سلامت نشاطِ جاں کے لیے

وُہ آگیا تو مہ و خور بکف ہُوئے ذرّے
زمیں بنائی گئی تھی جس آسماں کے لیے

ہر آئینہ ہُوں جو شایانِ مدحتِ سرکارؐ
خُدا سے مانگئے وہ لفظ اِس بیاں کے لیے

بچھے ہیں سبزہ صفت ماہ و نجم رستے میں
چلا ہے سرورِ مکاں سیرِ لامکاں کے لیے

مہِ حرا کو طلُوعِ فرازِ عرش مِلا
زمیں کا حُسن ضروری تھا آسماں کے لیے

کِسی کِسی کو مِلا ہے غمِ حبیبِؐ خُدا
ہر آدمی نہیں اس گنجِ شائگاں کے لیے

درِ نبیؐ پہ کوئی مر کے بھی نہیں مرتا
درِ نبیؐ پہ چلو عمرِ جاوداں کے لیے

بیاضِ فکر کہاں اور کہاں ثنائے رسولؐ
"سفینہ چاہیئے اس بحرِ بیکراں کے لیے"

کسی پہ راز سرِ عرش کیا کھُلے گا ایازؔ
کہ تھا یہ رازِ محمّدؐ سے رازداں کے لیے

مسافر ہوں مرا رختِ سفر ایمانِ کامل ہے
محبّت راہ بر ہے اور مدینہ میری منزل ہے

بہ توفیقِ خداوندی چلا ہوں جانبِ طیبہ
خیالِ شاہؐ منزل چراغِ راہِ منزل ہے

مرا عجزِ سخن، حسنِ بیاں میں ڈھل گیا آخر
گلِ مدحت مری کشتِ غزل گوئی کا حاصل ہے

مہ و مہر و نجوم و عرش و کرسی بابِ مدحت ہیں
مجھے مدّاحیِ سرکارؐ کا اعزاز حاصل ہے

یقیناً آپؐ کی چشمِ توجّہ ہے مری جانب
کہ ہر موجِ بلا میرے لیئے دامانِ ساحل ہے

محمدؐ قلزمِ جود و کرم ہیں ابرِ رحمت ہیں
انہیںؐ کی دین سے لبریز میرا کاسۂ دل ہے

ادھر ہونٹوں پر آیا اور ادھر آساں ہوئی مشکل
نبیؐ کا نامِ نامی کس قدر حلّالِ مشکل ہے

مرے آقاؐ! اجڑنے سے بچا لو پاک گلشن کو
شہیدوں کا لہو اس کی حنا بندی میں شامل ہے

ایازِ بے نوا کو بھی کرم کی بھیک مل جائے
ایازِ بے نوا بھی آپ کے منگتوں میں شامل ہے

یادِ معراجِ مصطفےٰ آئی
ہو گئی عرش تک شناسائی

کان میں آپ کی صدا آئی
مرحبا اے ہجومِ تنہائی

شہرِ طیبہ کی جادہ پیمائی
اللہ اللہ جنوں کی دانائی

اُن کا روضہ نہ جب تلک دیکھوں
میرے کس کام کی ہے بینائی

آپ کے نقشِ پا کے جلووں سے
نور آگیں ہے چرخِ مینائی

آپ کے سنگِ آستاں کی قسم
آئینہ بن گئے تماشائی

درِ محبوبِ کبریا پہ ایاز
چرخ کرتا ہے ناصیہ سائی

ہر نفس گنبدِ خضرا کا خیال اچھا ہے
دلِ مشتاق ترا ذوقِ جمال اچھا ہے

رنج اچھا ہے، غم اچھا ہے، ملال اچھا ہے
آپؐ کے ہجر نے بخشا ہے جو حال اچھا ہے

آپؐ کی یاد کے اوقات سبھی اچھے ہیں
روز و شب اچھے ہیں، ماہ اچھا ہے، سال اچھا ہے

رنگِ بوبکرؓ و عمرؓ، نکہتِ عثمانؓ و علیؓ
آپؐ کے باغ کا ایک ایک نہال اچھا ہے

انہیں دونوں سے منور ہیں مرے دیدہ و دل
خواب اچھا ہے، مدینے کا خیال اچھا ہے

مدحِ سرکار ہی بخشش کا وسیلہ ٹھہری
میرے آغاز کا واللہ مآل اچھا ہے

درِ آقاؐ سے تو بن مانگے ہی ملتا ہے ایازؔ
"وہ گدا جس میں نہ ہو خوئے سوال اچھا ہے"

ثناخوانِ محمدؐ ہوں مرا اعزاز عالی ہے
کہ کالی کملی والے نے مری قسمت اُجالی ہے

وہی اذنِ سفر دیں گے وہی زادِ سفر دیں گے
سلامت صبر کی دولت بلا سے جیب خالی ہے

خُدا نے آپؐ کو بخشی ہے دولت دین و دُنیا کی
جسے دیکھو وہی سرکار کے دَر کا سوالی ہے

غُبارِ راہ بن جاؤں، ہَوا میں جذب ہو جاؤں
مدینے تک پہنچنے کی یہی صُورت نکالی ہے

خُداوندا! مری اِس آرزُو کی آبرو رکھ لے
مدینے کی زمیں پر آرزو نے پائمالی ہے

محمد مُصطفےٰؐ کے نام کی برکت کا کیا کہنا
کہ ہم نے ہر کڑی مشکل بہت آساں بنالی ہے

شہنشاہوں کو جس دَر نے متاعِ بے بہا بخشی
ایازِ بے سر و ساماں بھی اُس دَر کا سوالی ہے

○

وہی حجّاجِ خوش قسمت وہی حج کا مہینہ ہے
وہی میں ہوں وہی کم بخت ناتمام بال و پر کا ہے

نہ پُوچھ اے ہم نفس شہرِ مدینہ کی فضا کیا ہے
تجلّی ہی تجلّی ہے اُجالا ہی اُجالا ہے

بُروں پر رحمتِ عالمؐ کا لُطفِ خاص ہوتا ہے
زمانے کی نگاہوں میں بُرا ہوں میں تو اچھا ہے

مِرا ایمان ہے، آقاؐ شفیعِ روزِ محشر ہیں
مِرے امروز کے رُخ پر جمالِ صبحِ فردا ہے

میں اُس ذاتِ گرامیؐ کا ثنا پرداز ہوں جس کے
”مہ و خورشید — پا انداز“ مسندِ عرشِ اعلیٰ ہے

مرے دل کے مقدر پر فرشتے رشک کرتے ہیں
کہ اس آئینے میں عشقِ محمدؐ جلوہ فرما ہے

وہیں آئے ہیں آقاؐ بہرِ تالیفِ دلِ مضطر
وفورِ غم سے گھبرا کر جہاں اُن کو پکارا ہے

مِری نظروں میں دونوں محترم ہیں حضرتِ رضواں
اِرم بھی خوب ہے لیکن مدینہ پھر مدینہ ہے

ایاز آئینۂ کونین ہے، آقاؐ کا سنگِ در
مِرے آقاؐ کا روضہ خلد زارِ دین و دُنیا ہے

سائے میں آ کے شاہِؐ پروردگار کے
رُتبے بلند ہو گئے مُشتِ غُبار کے

یہ رنگ و بُو، یہ پھول، یہ غنچے، یہ برگ و بار
مرہُون ہیں مدینے کی فصلِ بہار کے

آئینۂ جمالِ الٰہی ہیں مصطفےٰؐ
انوار شرق و غرب ہیں اُس شاہکار کے

آتے ہیں آپ سب کی مدد کو خُدا گواہ!
دیکھے تو کوئی آپؐ کو دِل سے پُکار کے

سرکارؐ کے کرم نے یہ توفیق دی مُجھے
ہنس ہنس کے جھیلتا ہُوں سِتم روزگار کے

آقاؐ نے بے طلب ہی مُجھے بے بہا دیا
دُنیا سے کیا مِلا مُجھے دامن پسار کے

اَب لَوٹ کر نہ جاؤں گا سرکارؐ حشر تک
آیا ہُوں کربِ ہجر کی صدیاں گزار کے

مِدحت سرائے خواجۂؐ کون و مکاں ہُوں میں
دونوں جہاں جلو میں ہیں اِس خاکسار کے

مُجھ سا گناہگار بھی بخشا گیا ایازؔ
قُربان جاؤں شافعِؐ روزِ شمار کے

رہنمائے دین و دُنیا چاہیئے — آپؐ کا نقشِ کفِ پا چاہیئے
میری چاہت آپؐ تک محدود ہے — آپؐ مل جائیں تو پھر کیا چاہیئے
آپؐ کے عکسِ مجلّے کے لِئے — دِل کا آئینہ مُجلّٰے چاہیئے
آپؐ کے اوصاف کیسے ہوں بیاں — ہر صفت کو اک زمانہ چاہیئے
بے سہاروں کا سہارا آپؐ ہیں — بے سہارا ہُوں سہارا چاہیئے
زندگی کی تیرگی کافور ہو — سبز گنبد کا اُجالا چاہیئے
میری بخشش کا یہی عنوان ہے — چشمِ رحمتؐ کا اشارا چاہیئے
گریۂ ہجرِ محمدؐ کے لِئے — دل سمندر آنکھ دریا چاہیئے

کھو گیا طیبہ کی گلیوں میں ایازؔ
حشر تک اب اُس کو ڈھونڈا چاہیئے

مری زباں پہ نعتِ رسولِ اکرم ہے — مری حیات کا ایک ایک نفس مکرم ہے

بچھی ہوئی جو ابھی تک بساطِ عالم ہے — مرے حضورؐ کے قدموں کا فیض مبرم ہے

فلک بھی اُس کا ثنا خواں زمیں بھی مدح گزار — وہ ایک ذات کہ ممدوحِ ہر دو عالم ہے

فضائے شہرِ مدینہ ہے اعتدال آگیں — غمِ حیات زیادہ نہ سرخوشی کم ہے

ستارۂ مہ و خورشید اوج پر ہے آج — فلک پہ نورِ مجسمؐ کا خیر مقدم ہے

ترانے خیر کے گاتے ہیں سب زمیں والے — کہ آج خیرِ مقدمؐ کا خیر مقدم ہے

حضورؐ! اِذنِ حضوری کا منتظر ہے ایاز
نہ فکرِ صعبِ سفر ہے نہ حوصلہ کم ہے

تابِ گویائی بقدرِ حُسنِ معنیٰ دے مجھے
اے بشرِ لوح و قلم مدحت کا یارا دے مجھے

اے صبا سرکار کے روضے پہ پہنچا دے مجھے
گُنبدِ خضرا کی تنویروں میں نہلا دے مجھے

جس کی ضَو سے جگمگا اُٹھے مرے دِل کا حرم
اے عرب کے چاند وہ روشن ستارا دے مجھے

اے خُدائے لم یزل میرے جنوں کی لاج رکھ
جس کے ذرّے چاند سورج ہوں وہ صحرا دے مجھے

جس کی نُورانی فضا سے جل اُٹھیں دل میں چراغ
اے ہوائے شوق اُس منزل پہ پہنچا دے مجھے

خلدِ طیبہ جاؤں یارب اور وہیں کا ہو رہوں
عشق کی وہ دائمی زنجیر پہنا دے مجھے

سبز گُنبد کی زیارت کو ترستا ہُوں ایاز
”واں تلک کوئی کسی حیلے سے پہنچا دے مجھے“

ایاز صدیقی جو محمودِ سخن ہیں اُن سے میری نیاز مندی کم و بیش گذشتہ بیس سال سے ہے اور اس وقت سے اُن کے ساتھ مشاعرے پڑھنے کا شرف حاصل ہے۔ ایاز صدیقی کا شمار ملک کے ممتاز شعرا میں ہوتا ہے۔ غزل ایاز صدیقی کی شناخت ہے۔ غزل کے شاعر کا مزاجِ نعت سے آشنا ہونا مقدر کی خوبی ہے۔ یہ سعادت ہر کسی کو میسر نہیں ہوتی۔ ایاز صدیقی نعت کہنے کا ادراک رکھتے ہیں اور معلوم ہوتا ہے آپ نے بطورِ خاص سیرتِ مقدسہ کا مطالعہ کیا ہے فن کی تکمیل اور سید و سرورِ کونین سے والہانہ عقیدت نے ایاز صدیقی کی نعتوں کو تاثیر عطا کی ہے اور یہی اُن کی نعت نگاری کا خصوصی امتیاز ہے اُن کی نعت بلندیٔ افکار، ندرتِ اظہار اور حسنِ تغزل کا حسین امتزاج ہے۔ غالبؔ کی غزلوں کی زمینوں پر جس کاوش اور جس خلوص و عقیدت سے ایاز صدیقی نے نعتیں کہی ہیں اُس کے پیشِ نظر یہ بات نہایت وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ اُن کا نعتیہ مجموعہ "ثنائے محمد" (صلی اللہ علیہ وسلم) نعتیہ ادب کی تاریخ میں جہاں خوشگوار اضافہ ہے وہاں انفرادیت کا حامل بھی ہے۔

تابشؔ صمدانی

Ah-2

نام ——— ایاز صدیقی

جائے ولادت ——— روہتک (مشرقی پنجاب)

تاریخِ ولادت ——— ۸؍ اگست ۱۹۳۲ء

وسیلۂ معاش ——— ملازمت (یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ)